حبل المتین

مؤلفہ

علامۂ زمن محدث کامل الفن جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن صاحب شوق
نیموی عظیم آبادی

باہتمام
خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس و کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار

سنہ ۱۳۱۱ھ

قومی پریس لکھنؤ مین چھپی

مفید کتابین

حبل المتین

...ہر کا جھگڑا ہندوستان مین ایسا پھیلا ہوا ہے جسکی وجہ سے مسلمانون مین پھوٹ پڑگئی ہے۔ اتفاق جاتا رہا۔ طرفین کی بے اعتدالیون سے بار ہا مارپیٹ کی نوبت آئی۔ کچہری مین مقدمات دائر ہوئے۔ تو تو مین مین کے سوا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آمین بالجہر والون نے بہت زور مارا۔ مختصر رسالے تالیف کیئے۔ اشتہارات چھاپے۔ حنفیہ سے حدیث صحیح مرفوع کی درخواست کی۔ بعض حنفیہ نے دو ایک رسالے لکھے۔ مگر ایسی بے نوائی کے ساتھ کہ مخالفین کے دلون پر کچھ اثر انگیز نہ ہوئے۔ اور طرہ یہ ہوا کہ حضرت محدث لکھنوی مرحوم نے بھی اس مسئلے مین تساہل کو دخل دیا۔ معمولی تتبع کے بعد آمین بالجہر ہی کو قوت دی جسکی وجہ سے آمین بالجہر والون کو ایک دستاویز ہاتھ آگئی۔ حقیر نے یہ کیفیت دیکھ کر حسبۃً للہ اس مسئلے مین انصافانہ چھان بین کی۔ کتب مطبوعہ کے علاوہ۔ پٹنہ۔ لکھنؤ۔ کلکتہ۔ مدراس۔ حیدرآباد۔ پنجاب۔ عرب کے نامی کتبخانون کی نایاب کتابون سے جیسے مسند حمیدی۔ مسند طیالسی۔ مسند ابن راہویہ۔ مسند امام احمد حنبل۔ مسند ابویعلی موصلی۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ کتاب الثقات ابن حبان۔ مستدرک حاکم۔ کتب بیہقی۔ جوہر النقی۔ وغیرہ وغیرہ سے مدد لی۔ طرفین کی حدیثین مع سند وجرح وتعدیل لکھکر کماحقہ ثابت کر دیا کہ آمین بالجہر کا استحباب ہرگز ثابت نہین۔ صحیح حدیثون کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کا آمین کہنا تعلیماً ہین تک زور سے ثابت ہے کہ صف اول کے وہ لوگ سن لیا کرتے تھے۔ جو آپ کے بہت ہی قریب کھڑے ہوا کرتے تھے جس سے یقین ہوتا یہی آمین بالاخفاء ثابت ہے۔ اور مقتدیان آنحضرت اور خلفاء اربعہ کا آمین بالجہر کہنا کسی اثر ضعیف سے بھی ثابت نہین۔ البتہ خلفاء اربعہ کے بعد بعض صحابہ کا بعض اوقات بہت زور سے آمین کہنا ثابت ہے جو تعلیم پر محمول ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس قدر حدیثین صحاح یا غیر صحاح مین آمین بالجہر کے باب مین آئین اون سبکا نہایت معقول جواب دیدیا گیا ہے۔ اور احادیث صحیحہ و آثار صحابہ سے آمین بالاخفاء کا استحباب ایسی پرزور تقریر سے ثابت کر دیا گیا ہے جو قابل دید ہے۔ اور لطف یہ کہ ابتدا سے انتہا تک ایک دلشکن جملہ بلکہ ایک کلمہ بھی خلاف تہذیب استعمال نہین کیا گیا۔ قیمت فی جلد ۶/

المشتہر

خادم حدیث نبوی۔ ابو الخیر۔ محمد ظہیر احسن شوق نیموی۔ شہر پٹنہ۔ شادی اکی پور۔

کلیات طالب ملتانی

یہ اردو کا دلکش کلیات جناب منشی خدا بخش صاحب طالب ساکن شہر ملتان۔ محلہ گریان۔ بیرون پاک دروازہ شاگرد حضرت شوق نیموی کی تصنیف ہے جسمین دو دیوان شامل ہین۔ ایک عاشقانہ جسکی ہر غزل نہایت ہی عمدہ اور اعلی ہے اور دوسرا نعتیہ جو محفل میلاد شریف مین پڑھنے کے لائق ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر

طالب ملتانی

انہ یعلم الجہر وما یخفی

الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب مبین و رسالہ پسندیدۂ ارباب علم و یقین یعنی

الحبل المتین
فی
الاخفاء آمین

مؤلفہ محدث کامل الفن جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن شوق نیموی عظیم آبادی

در قومی پریس لکھنو طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَنَا اٰمِیْنَ طَابِعَ الدُّعَاءِ وَاَمَرَنَا اَنْ نَدْعُوْہُ بِالتَّضَرُّعِ وَالْاِخْفَاءِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ قَالَ اِنْ خَتَمَ بِاٰمِیْنَ فَقَدْ اَوْجَبَ وَھُوَ رَسُوْلُہٗ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ سَلَكَ عَلٰی طَرِیْقَتِہٖ وَاصْطَفٰی اما بعد خادم حدیث نبوی ابوالخیر **محمد ظہیر احسن** شوق نیموی عرض کرتا ہی کہ **آمین** عجب متبرک لفظ ہی جسکی قدر کوئی ماہران شریعت غراء و واقفان ملت بیضا سے پوچھے اسکے استحباب پر تو جمہور کا اتفاق ہی مگر ائمہ مین اختلاف یہ پیدا ہو گیا ہی کہ اسکو آہستہ پڑھنا چاہیے یا تکبیر وغیرہ کی طرح زور سے کہنا چاہیے مین نے اپنا خیال تو بطور اختصار رسالہ **اوشحۃ الجید** مین لکھا ہی مگر آج کمال تشفی کے لیے محققانہ رسالہ جسمین طرفین کی حدیثین مع ما لہٗ و ما علیہ درج ہین استحباب اخفاے آمین کے اثبات مین حسبۃً للہ تالیف کر کے ملک کے آگے پیش کرتا ہون اور اسکا نام نامی **اَلْحَبْلُ الْمَتِیْنُ فِی الْاِخْفَاءِ بِاٰمِیْنَ** رکھتا ہون چونکہ اس رسالے مین جابجا وہ مفید باتین لکھی گئی ہین جن سے کتب سلف و خلف خالی ہین اور اثبات مدعا مین آسمان و زمین کے قلابے ملا دیے ہین

بال کی کھال کھینچ دی ہی۔ دودہ کا دودہ پانی کا پانی کہین تسمہ لگا نہین رکھا مجھے امید کامل ہی کہ انصافاً ملاحظہ کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ متعصبین کے خیالات پلٹ جائینگے ارباب انصاف استحباب اخفاء آمین کے قائل ہوجائینگے وَهٰذَا اَشْرَعُ فِی الْمَقْصُوْدِ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْوَدُوْدِ

مقدمہ

حدیثین دو قسم ہین متواتر اور غیر متواتر **متواتر** وہ حدیث ہی جسکے راوی ہر طبقے مین اس کثرت سے ہون جنکے اجتماع علی الکذب کا گمان نہین ہوسکتا۔ ایسی حدیثین قطعی الصحۃ ہین مگر کتب احادیث مین انکا وجود بہت کم ہی **غیر متواتر** جو اسکے خلاف ہو اور وہ دو قسم ہی مشہور اور آحاد **مشہور** وہ حدیث ہی جسکے راوی پہلے طبقے کے تو اس کثرت سے نہون مگر طبقۂ ثانیہ سے لیکر آخر تک اُسی کثرت سے ہون۔ ایسی حدیث متواتر کے قریب قریب ہوتی ہی اور اسکی صحت کا ظن نہایت ہی غالب رہتا ہی۔ ایسی حدیثین متواتر سے تعداد مین زیادہ اور آحاد سے کم ہین **آحاد** وہ حدیث ہی جسکے راوی طبقۂ ثانیہ سے لیکر آخر تک کے کسی طبقے مین اُس کثرت سے نہون۔ کتب احادیث مین آحاد ہی زیادہ ہین انکی صحت محض ظنی ہی۔ سلسلۂ اسناد معنعن مین انقطاع سند کا احتمال رہتا ہی۔ متن حدیث مین نقل بالمعنی اور راویون کی بھول چوک کا کھٹکا لگا رہتا ہی۔ ماہران علم حدیث پر خوب روشن ہی کہ بہت سی حدیثین ایسی مروی ہوئی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لفظون مین انکو ارشاد فرمایا تھا۔ راویون نے الفاظ بدل کے نقل بالمعنی کی اور یہ اظہر من الشمس ہی کہ بعض اوقات ناقل ہرچند اپنی دانست مین پورے معنی کو ادا کرنا چاہتا ہی مگر پھر بھی تغیر الفاظ سے اصل مفہوم مین کچھ نہ کچھ فرق ہو ہی جاتا ہی بلکہ بعض دفعہ تو نقل در نقل ہونے سے خبر کا قالب ہی بدل جاتا ہی جو آحاد کہ دوسری اور تیسری صدی تک صرف سینہ بسینہ نقل ہوتی چلی آئین ہرگز یہ یقین نہین ہوسکتا کہ نفس الامر مین بھی وہ صحیح ہین اور انھین لفظون کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوئی ہین بلکہ انکی صحت محض ظنی ہی بعض حدیثین تو صاف ایسی ہین جنپر اپنے اصول کے موافق محدثین نے انکے صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگایا ہی مگر حقیقت الامر مین یا تو سرے سے محض غلط ہین

یا بالکل تو غلط نہین مگر ایک آدھ بات ضرور غلط ہو جس مین سے دونون کی ایک ایک مثال پیش کرتا ہون
تفاسیر مین ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ نجم کی وحی نازل ہوئی جب آپ اس آیت پر پہنچے
اَفَرَءَیتُمُ اللّٰتَ وَالعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الاُخرٰی ۔ شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکلوا دیا
تِلکَ الغَرَانِیقُ العُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرتَجٰی یعنی یہ بت عالی و معزز ہین انکی شفاعت کی امید
کیجا سکتی ہو۔ آپ کی زبان سے یہ کلمات نکل گئے اور آپ کو خبر نہوئی اور بعد کی آیتین تلاوت فرمائین
قریش اسوقت موجود تھے بہت خوش ہوئے کہ ان بتون کے اختیار مین مارنا جلانا رزق دینا تو
نہین ہو مگر انکی شفاعت کی امید ہو پھر جھگڑا کیا رہا۔ پھر دوسرے وقت یا دوسرے روز حضرت
جبرئیل آئے اور کہا کہ مین نے تو آپ کو یہ کلمات نہین سکھائے تھے یہ شیطان کا القا تھا۔ آپ کو
نہایت حزن و ملال پیدا ہوا اور لوگون پر ظاہر فرمایا کہ وہ القاے شیطانی تھا جب قریش نے سنا تو
طعن کرنے لگے کہ دیکھیے اقرار کرکے مکر گئے اسپر اللہ تعالی نے سورۂ حج کی یہ آیت نازل فرمائی
وَمَا اَرسَلنَا مِن قَبلِکَ مِن رَّسُولٍ وَّلَا نَبِیٍّ الخ اس واقعہ کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور ابن جریر نے اپنی
تفسیر مین اور بعض اہل تواریخ نے بھی باسانید ضعیفہ و منقطعہ وواہیہ روایت کیا ہو وہین سے اور
مفسرون نے اڑایا ہو یہانتک کہ جلالین مین بھی موجود ہو۔ ہر چند قاضی عیاض و ابوبکر بیہقی و ابن
خزیمہ وغیرہ ایسے محدثین نے اسکو اخبار باطلہ و موضوعات زنادقہ سے قرار دیا ہو مگر نہایت تعجب ہو
حافظ ابن حجر سے کہ مخالفین اسلام کے حملون کا کچھ خیال نہین کیا اور باوجود کمال فہم و فراست کے
لکھدیا کہ چونکہ طرق مختلفہ سے یہ واقعہ مروی ہو لہذا بے اصل نہین ہو سکتا۔ عجب بات ہو کہ کہان تو حضرت
جبرئیل کی صورت سے شیطان کوسون بھاگے اور کہان یہ جرأت کہ قلب مین آکے عین تلاوت کے
وقت اپنا کام کر جاے۔ کہان تو تبلیغ احکام مین انبیا معصوم سمجھے جائین اور کہان یہ کہا جاے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے سخت تعجب تو یہ ہو کہ لوگون نے اتنا نہین
خیال کیا کہ اگر عین وحی کے وقت شیطان کو اس قسم کے القا کی قدرت ہوتی یا حقیقت مین ایسا
واقعہ پیش آیا ہوتا تو صحابہ کو آنحضرت کے کسی قول کا اعتماد کیونکر ہوتا ہر ارشاد مین القاے شیطانی کا

کھٹکا لگا رہتا۔ اور یہ تعجب تو یہ ہو کہ ایسا عظیم الشان واقعہ اور ایسے اسانید سے مروی ہو کر
جسکو دیکھیے اُسمین ایک نہ ایک کسر ضرور ہو۔ ایسے واقعات اگر نفس الامر مین صحیح ہوتے ہین تو
طشت از بام ہو جاتے ہین اسناد متصل صحیح سے اسکا مروی نہونا ہی اسکے وضع پر دال ہو اور سب سے
طرہ تو یہ ہو کہ بعض لوگ قائل ہین کہ آنحضرت نے نماز مین بھی وہ کلمات پڑھے تھے ھذا شئ عجاب
اگر اس واقعے کے راوی ثقہ بھی ہوتے اور حسب اصول اسکی سند متصل بھی ہوتی تو معنعن ہونے کی
وجہ سے ہرگز قابل قبول نہوتا اور یہی کہا جاتا کہ بیچ کا راوی کوئی جھوٹا ہو جس نے یہ گل کھلائے ہین
احادیث صحیح یا ضعیف اُسی وقت تک قابل تمسک لائق اعتبار ہو سکتی ہین کہ اُن سے کوئی محذور
شرعی لازم نہین آتا ہو۔ المختصر یہ واقعہ اصول حدیث کے موافق جس درجے کا ہو مگر درایۃً محض بیہودہ ہو
امام رازی رح وغیرہ نے اسکی کما حقہ تکذیب کی ہو اور اسلام کو مخالفین کے سخت حملوں سے بچایا ہو
جزاھم اللہ خیر الجزاء۔ اسی طرح حدیثون سے ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز دن کو
نماز فرض ادا کر رہے تھے آپ کو سہو ہو گیا بھولے سے بعض رکعتین چھوڑ دین اور سلام پھیر دیا
اور مسجد کے کسی گوشے مین بوضع خاص استراحت فرمائی حاضرین جماعت کو ٹوکنے کی جرأت نہوئی
اُنمین ایک شخص تھے جنکا لقب **ذوالیدین** تھا وہ جرأت کر کے بولے کہ یا رسول اللہ آیا آپ کو
سہو ہو گیا یا نماز ہی قصر ہو گئی آپ کو چارون رکعتین ادا کرنے کا خیال تھا آپنے فرمایا کہ نہ تو مین
بھولا ہون اور نہ نماز قصر ہوئی ہو آخر ذوالیدین کے اصرار پر آنحضرت نے صحابہؓ کی طرف توجہ فرمائی
اصحابؓ نے ذوالیدین کی تائید کی آپ نے اُٹھکر بقیہ رکعت ادا کر لی۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ اس واقعے
مین راویون سے کیا کیا وہم ہوئے ہین بعض حدیثون مین ہو کہ وہ ظہر کا وقت تھا اور بعض مین ہو
کہ عصر کا وقت تھا کسی مین ہو کہ دو رکعتین پڑھکر آپنے سلام پھیر دیا اور کسی مین تین کا ذکر ہو۔ اب
دیکھیے کہ اگر ظہر صحیح ہو تو عصر غلط اور اگر عصر صحیح ہو تو ظہر غلط اسی طرح اگر دو رکعتین صحیح ہین تو تین غلط
اور اگر تین صحیح ہین تو دو غلط ہم انکو مختلف واقعات پر محمول کر کے تطبیق دیدیتے مگر آپ کا تین چار
وقت بھولنا اور ہر دفعہ ذوالیدین ہی کا ایکطرح ٹوکنا اور آپکا ہر دفعہ یکسان جواب دینا عقل سلیم

کبھی پسند نہین کرتی۔ بات یہ ہو کہ آپ کا بھولنا اور ذوالیدین کا ٹوکنا بہت صحیح ہو مگر بعض رُواۃ کو تعیین وقت و تعداد رکعت مین وہم ہو گیا ہو تعدد واقعات سے کچھ علاقہ نہین **الحاصل** آحاد محض ظنی ہین قطعی الصحت نہین اور قرآن پاک کی ہر آیت قطعی الصحۃ ہو یقیناً معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہی الفاظ صادر ہوئے ہین نقل بالمعنی کا احتمال نہین قرآن پاک کی عظمت شان تو یہی کہتی ہو کہ طالب تحقیق کو چاہیے کہ ہر مسئلے مین پہلے یہ خیال رہے کہ قرآن مجید و فرقان حمید سے کیا مستنبط ہوتا ہو۔ قرآن اس لیے نہین کہ مثلاً جلد بندھوا کے اور اسپر کمخواب و مخمل کے عمدہ عمدہ غلاف چڑھا کے الماریون مین رکھ دیا جائے یا صرف اسیواسطے نہین کہ صبح کے وقت اُسمین سے کچھ تلاوت کر لی جائے۔

قرآن فرمان آلہی ہو تدبر و استنباط مسائل کے لیے نازل ہوا ہو مگر افسوس زمانے نے کچھ ایسا پلٹا کھایا ہو کہ اگر کسی مسئلے مین قرآن کی کوئی آیت پیش کیجائے تو کوئی التفات نہین کرتا آجکل وہ زمانہ آ پونہچا ہو کہ حدیث کے آگے قرآن کی کچھ قدر و منزلت ہی نہین الا ماشاءاللہ امام اعظم **ابو حنیفہ** رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث کے باب مین جو دو ایک اصول مقرر کیے ہین وہ حقیقت مین آب زر سے لکھنے کے قابل ہین انکا ایک اصول یہ ہو کہ جو آحاد قرآن کے کچھ خلاف نہین وہ علی الراس والعین قبول [illegible] کرنے کے لائق ہین اور جو حدیثین حد تواتر کو پہونچ گئی ہین اُن سے نسخ قرآن جائز ہو کیونکہ دونون کا پایہ تواتر مین برابر ہو دونون مین صرف وحی متلو اور وحی غیر متلو کا فرق ہو۔ اسی طرح حدیث مشہور سے زیادت علی الکتاب درست ہو مگر جو حدیثین آحاد کی قبیل سے ہین اُن سے نہ تو نسخ قرآن مجید درست ہو اور نہ تخصیص عموم آیات فرقان حمید جائز ہو تخصیص بھی ایک قسم کا نسخ ہو۔ چونکہ اکثر محدثین خبر احاد سے تخصیص کتاب جائز رکھتے ہین لہذا جناب امام مین اور اُن مین کتنے مسائل مین اختلافات پیدا ہو گئے افسوس یہ ہو اس اصول کی طرف اکثر لوگون نے خیال نہین کیا۔ کسی نے تو صاف کہدیا کہ امام صاحب حدیث پر قیاس کو مقدم کرتے ہین یہان بھی تقدیم قیاس کی ہو کسی نے بہت ادب کیا تو یہ کہا کہ انکو یہ حدیث ہی نہین پونہچی ہوگی حالانکہ جناب امام اپنے اصول قویہ کی پابندی کی وجہ سے اُن حدیثون کی تسلیم و قبول کرنے سے مجبور رہتے جب تک کوئی حدیث درجۂ تواتر تک انکو ثابت

ہوئی کبھی اُنھون نے قطعیات قرآنیہ کے خلاف مین قبول نہین کیا اور کبھی آحاد سے عموم قرآن
قطعی الثبوت کی تخصیص نہین کی بعض لوگ کہا اُٹھتے ہین کہ یہ مسئلہ تو حدیث سے ثابت ہی تو کیا
آنحضرت نے قرآن کے خلاف کہا ہی اور یہ نہین سمجھتے کہ احادیث کی صحت محدثین کے قواعد منضبطہ
و شروط مقررہ پر موقوف ہی۔ اختلاف شروط کی وجہ سے کوئی حدیث کسی کے نزدیک صحیح ہی اور
کسی کے نزدیک ضعیف جناب امام نے صحت خبر احاد و عمل بالحدیث کے لیے ایک شرط یہ بھی قرار
دی ہی کہ قرآن کی کسی آیت قطعی الثبوت کے خلاف نہو خلاصہ یہ کہ جو ظنی حدیثین قطعی الثبوت آیتون کے
خلاف ہین زمانے کے امتداد اور راویون کی بھول چوک کی وجہ سے انکی صحت ہی مین جناب امام کو
تامل ہی نہ یہ کہ معاذ اللہ قول نبوی تسلیم کرکے حدیثون کو نظر انداز کرتے ہون المختصر سب دلیل قوی
قرآن پاک ہی پھر احادیث و آثار ہین لہذا اخفاے آمین کے باب مین آمین کے معنی وغیرہ کی
تحقیق لکھکر پہلے آیۂ قرآنی پیش کرتا ہون پھر احادیث و آثار وغیرہ نقل کرتا ہون جس سے انشاء اللہ
انصاف پسندون کے دل پر نقش کالحجر ہو جائیگا کہ فی الواقع مسئلۂ آمین بالسر نہایت ہی قوی الطرق ثابت ہی

آمین کے معنی وغیرہ کی تحقیق

آمین بالمد بروزن فاعین اور آمین بروزن یمین دونون طرح درست ہی شعراے عرب نے دونون
صورتون سے نظم کیا ہی مجنون کے باپ نے جب لیلیٰ کے عشق مین اپنے بیٹے کی پریشان حالی
دیکھی تو اُسکو لیکر خانۂ کعبہ مین آیا اور اپنے بیٹے قیس سے کہا کہ تم کعبے کا پردہ پکڑکے دعا مانگو کہ یا اللہ مجکو
لیلیٰ کی محبت سے راحت عطا کر مجنون کا عشق کامل تھا اُسکو یہ کب گوارا تھا کہ اُسکی پیاری معشوقہ
لیلیٰ کی محبت اُسکے دل سے نکل جاے اُس نے دعا مانگی کہ یا اللہ لیلیٰ کی محبت اور بھی زیادہ کر اُس کے
باپ نے یہ دعا سنکر اُسکو مارا بیچارہ مجنون رونے لگا اور جوش محبت مین آکر چند شعر پڑھے
جسمین کا ایک شعر یہ ہی ؎ یا رب لا تسلبنی حبها ابدا ویرحم اللہ عبدا قال آمینا
یعنی یا اللہ لیلیٰ کی محبت کبھی میرے دل سے دور نکر اور اللہ تعالیٰ اُس بندے پر رحم کرے جو میری اس
دعا پر آمین کہے۔ اِس شعر مین آمین بالمد موزون ہوا ہی۔ اور الف آخر اشباع کا ہی آمین سے آمینا ہو گیا۔

اور قبیلہ بنی اسد مین فطحل نامی ایک مرد تھا اُس سے جبیر بن اضبا شاعر نے اُسکا اونٹ طلب کیا
اُس نے دینے مین جب اغماض کیا تو جبیر نے یہ شعر موزون کیا ؎ تباعد عنی فطحل اذ دعوتہ
آمین فزاد اللّٰہ ما بیننا بعدا یعنی طلب کے وقت فطحل مجھسے ٹل گیا آمین یا اللہ وہ مجھسے دور ہی
رہے اور میرے اُسکے درمیان مین اور بھی دوری کردے غرضکہ آمین بالمد اور آمین بلا مد دونون
طرح درست ہی مگر آمین بالمد افصح اور اکثر ہی بلکہ بعض کے نزدیک بجز ضرورت شعریہ بالقصر جائز ہی نہین
نہایہ مین لکھا ہی یقال امین وآمین بالمد والقصر والمد اکثر اور امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکھا ہی وفی امین لغتان المد والقصر والمد افصح والمیم خفیفة فیہما اور قاضی
عیاض نے اکمال شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی والمعروف فیہا المد وتخفیف المیم وحکے ثعلب
فیہا القصر وانکرہ غیرہ وقال انما جاء مقصورا فی ضرورة الشعر اب رہی یہ بات کہ یہ
کون زبان ہی اور اُسکے معنی کیا ہین تو کسی نے عبرانی لکھا ہی اور کسی نے سریانی لکھا ہی اور کسی نے عربی قرار دیا ہی
امام ثعلبی نے لکھا ہی وقال عطیة العوفی امین کلمة عبرانیة او سریانیة لا عربیة یعنی عطیہ عوفی
نے لکھا ہی کہ آمین یا تو عبرانی لفظ ہی یا سریانی۔ عربی نہین ہی مؤلف کہتا ہی کہ صحیح ابن خزیمہ مین بروایت
انس مرفوعا مروی ہی اعطانی التامین ولم یعطہ احدا من النبیین قبلی الا ان یکون اللّٰہ قد اعطاہ
ای اللہ
ھرون یدعو اموسی ویؤمن ھرون اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ کلمہ متبرکہ سب سے پہلے حضرت
ہارون کو تعلیم ہوا اِس اعتبار سے اِسکو سریانی کہنا بجا ہی اور بعضون نے جو عبرانی کہا ہی اوسکی وجہ یہ
معلوم ہوتی ہی کہ عیسائی بھی دعا کے مقام پر اِس کلمے کو بتغیر بعض حروف وحرکات یعنی آمن استعمال
کرتے ہین بہرکیف اسکے معنی یہ ہین کہ یا اللہ قبول کر یا یہ معنی ہین کہ یا اللہ ایسا ہی ہو اور بعضون نے جو
اسمائے الٰہی سے شمار کیا ہی وہ قول غیر محقق ہی محققین نے رد کر دیا ہی صراح مین ہی آمین فی الدعاء
اجابت کن چنین باد۔ علامہ بغوی نے معالم التنزیل مین لکھا ہی معناہ اللہم اسمع واستجب
وقال ابن عباس وقتادة معناہ کذلک یکون اور شرح السنة مین لکھا ہی آمین مخففة المیم
تمد وتقصر ای اللہم اسمع اللہم استجب وکذلک فلیکن وقیل آمین اسم من اسماء اللّٰہ

[illegible]

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے ومعناه استجب اور قاضی عیاض نے اکمال شرح
صحیح مسلم میں لکھا ہے ومعنی امین استجب لنا وقیل معناه کذلک فلیکن لنا اور امام ابی نے شرح
صحیح مسلم میں لکھا ہے وانما اسم فعل کصه ومه لا ترى ان معناه اللهم استجب واعطنا ما
سالناک اور محدث کبیر حافظ ابن اثیر نے لغت نہایہ میں لکھا ہے معناه اللهم استجب لی وقیل
معناه کذلک فلیکن اور علامہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے ومعناه عند
الجمهور اللهم استجب قیل هو اسم من اسماء الله تعالى رواه عبد الرزاق عن ابی هریرة
باسناد ضعیف وانکره جماعة منهم النووی وعبارته فی تهذیبه هذا لا یصح لانه
لیس فی اسماء الله تعالى اسم مبنی ولا غیر معرب واسماء الله تعالى لا تثبت الا بالقرآن
او السنة وقد عدم الطریقان انتهی ان سب اقوال سے کما حقہ ثابت ہے کہ آمین کے معنی وہی
ہیں جو اوپر لکھے گئے اور اس کلمے کا اسمائے الٰہی میں سے ہونا محققین کے نزدیک ثابت نہیں اور
اگر اسمائے الٰہی سے تسلیم بھی کر لیجیے تو آمین فی الدعا کے معنی یہ ہیں کہ اے آمین یعنی اے خدا یہ دعا
قبول کر استجب مقدر ہے کذا فی مجمع البحار وغیرہ اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری
میں لکھا ہے ومعناه اللهم استجب عند الجمهور وقیل غیر ذلک مما یرجع الی هذا المعنى
اور علامہ زرقانی نے شرح موطا میں لکھا ہے ومعناه اللهم استجب عند الجمهور وقیل غیر
ذلک مما یرجع الی هذا المعنى المختصر آمین کے جو معنے لیے جائیں اسکا استعمال جب دعا کے ساتھ
یا ولا الضالین کے بعد ہوگا تو یہ کلمہ بھی ضرور دعائیہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ عطا بن ابی رباح نے جو
جلیل القدر تابعی اور مکّے کے رہنے والے تھے صاف کہدیا ہے کہ آمین دعا ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے

قال عطاء آمین دعاء یعنی عطاء نے کہا ہے کہ آمین دعا ہے

آمین کی فضیلت

اوپر بحوالۂ صحیح ابن خزیمہ گزر چکا کہ آمین کی تعلیم پہلے پہل حضرت ہارون کو ہوئی حضرت موسیٰ

[illegible]

دعا مانگتے اور وہ آمین کہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت فخر تھا کہ جناب احدیت سے
اس کلمے کی آپ کو تعلیم ہوئی۔ آپ نے آمین کی بہت کچھ فضیلتیں ارشاد فرمائی ہین بعض روایات
مین آمِین دَرَجَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وارد ہوا ہی جسکا مطلب ہی کہ اسکا قائل جنت کے کسی خاص درجے مین
داخل ہوگا۔ بعض حدیثون مین آمِین خَاتَمُ رَبِّ الْعَالَمِین آیا ہی جس سے آمین کا مُہر الٰہی ہونا
ثابت ہوتا ہی۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لیے جاتے تھے۔ رستے مین ایک
شخص کو دیکھا کہ بالحاح دعا مانگ رہا ہی آپ نے فرمایا اگر اس شخص نے یہ دعا آمین پر ختم کی تو
واجب ہی کر لی۔ نہایت صحیح حدیثون سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین سورۂ
فاتحہ کے بعد آمین کہا کرتے تھے اور مقتدیون کو بھی اسکے کہنے کے لیے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔
آپ نے قائلین آمین کی بہت بڑی فضیلت ارشاد فرمائی ہی مسند حمیدی[سلہ] مین مروی ہے
حدثنا سفیان بن عیینۃ ثنا الزہری اخبرنی سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امّن القاری فامّنوا فان الملائکۃ تؤمن فمن وافق
تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یہ حدیث صحاح ستہ مین بھی موجود ہی اسکے
معنی یہ ہین کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جب قاری آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے
بھی اُسوقت آمین کہتے ہین جسکی آمین فرشتون کی آمین کے ساتھ موافقت کریگی اُسکے اگلے گناہ
معاف ہوجائینگے اور مسند ابو یعلی موصلی[عٰہ] مین ہی حدثنا ابو خیثمۃ نا جریر عن لیث عن
کعب عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین وقال الذین خلفہ آمین التقت من اہل السماء واہل الارض آمین
غفر اللہ للعبد ما تقدم من ذنبہ قال ومثل الذی لا یقول آمین کمثل رجل غزا مع
قوم فاقترعوا فخرج سہامہم ولم تخرج سہمہ فقال ما لسہمی لم یخرج قال انک لم تقل آمین

سلہ امام بخاری کے استاد حمیدی ہیں [illegible]

عٰہ مسند ابو یعلیٰ [illegible]

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو کہ جب امام نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور مقتدیوں نے آمین کہی تو آسمان اور زمین والوں کی آمین ملجاتی ہو اور اللہ تعالیٰ بندوں کے اگلے گناہ معاف کردیتا ہو اور یہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص آمین نہیں کہتا ہو اسکی مثل ایسی ہو کہ کسی نے ایک قوم کے ساتھ لڑائی کی اور سب کے حصے لگائے گئے مگر اُس شخص کو کچھ حصہ نملا تو اُس نے پوچھا کہ میرا حصہ کیا ہوا تو اسکو جواب ملا کہ تو نے آمین نہیں کہی ابن ماجہ وغیرہ سے ثابت ہو کہ زمانہ نبوی مین جو یہود تھے اُنکو نہایت ہی حسد تھا کہ اہل اسلام اب آمین کہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ما حسدتکم الیہود علی شئی ما حسدتکم علی السلام والتامین یعنی یہود جسقدر تمھارے سلام اور آمین کہنے کی وجہ سے حسد کرتے ہین اُتنا کسی اور چیز پر حسد نہین کرتے۔ اور ارباب تراجم نے محمد بن سماعہؒ کے حالات مین لکھا ہو کہ چالیس برس تک کبھی اُنکی پہلی تکبیر امام کے ساتھ فوت نہین ہوئی۔ مگر جسدن اُنکی ماں نے وفات پائی غرضکہ وہ نہایت ہی پابند جماعت تھے اتفاق سے کوئی نماز جماعت سے نملی اُنکو نہایت ہی تاسف ہوا اور یہ خیال کرکے کہ حدیث مین وارد ہوا ہو کہ نماز جماعت کے ساتھ پچیس گونہ زیادہ ہو اُنھون نے پچیس دفعہ نماز پڑھ لی کہ جماعت کا ثواب ہاتھ سے نہ جائے۔ جب نیند آئی تو خواب مین اُن کے پاس کوئی آیا اور بولا یا محمد صلیت خمسا وعشرین مرۃ ولکن کیف لک بتامین الملائکۃ یعنی تم نے پچیس مرتبہ نماز تو پڑھ لی مگر امام کے ساتھ پڑھنے مین جو فرشتے آمین کہتے تھے اور تمھارے اگلے گناہ معاف ہوجاتے تھے وہ بات کہان حاصل کی

آیۂ قرآنی سے اخفاے آمین کا ثبوت

مین اوپر ثابت کرچکا کہ آمین دعا ہو اور دعا کے اخفا کا حکم قرآن پاک سے یون ثابت ہوتا ہو کہ سورۂ اعراف مین ہو ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً یعنی تضرع اور اخفا کے ساتھ اپنے رب سے دعا مانگو امام رازی شافعی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہو

واعلم ان الاخفاء معتبر فی الدعاء ویدل علیه وجوه الاول هذه الآیة فانها تدل
علی انه تعالی امر بالدعاء مقرونا بالاخفاء وظاهر الامر للوجوب فان لم یحصل الوجوب
فلا اقل من کونه ندبا یعنی جان تو کہ دعا مین اخفا معتبر ہو اور اسپر کئی دلیلین ہین اول تو
یہی آیت کیونکہ یہ آیت اسپر دلالت کرتی ہو کہ اللہ تعالی نے دعا مخفی کا حکم دیا ہو اور ظاہر امر
وجوب کے لیے ہوتا ہو پس اگر وجوب حاصل نہو تو اقل درجہ استحباب ہوگا الحاصل یہ آیت
صاف صاف کہ رہی ہو کہ دعا کو آہستہ کہنا چاہیے اور جب آمین کا دعا ہونا ثابت ہو تو قرآن مجید
و فرقان حمید سے اخفاے آمین کا حکم ثابت ہو گیا علامہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین
لکھا ہو وقال الحنفیة والکوفیون ومالک فی روایة عنه بالاسرار لانه دعاء وسبیله
الاخفاء لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیه اِس دلیل قوی کے جواب مین بعض حضرات نے
تو انصاف کو بالکل بالاے طاق رکھکر یہ کہا ہو کہ مین آمین کا دعا ہونا تسلیم نہین کرتا بخاری شریف
مین جو عطا کا قول ہو وہ حجت نہین حالانکہ ایک موٹی سی بات ہو کہ کسی کلمے کا دعا ہونا اُسکے
معنی پر موقوف ہو اگر اُس سے خدا سے سوال نکلتا ہو تو اُسکے دعا ہونے مین کیا کلام ہو سکتا ہو
جب اکابر محدثین واہل لغات نے صاف کہدیا ہو کہ آمین کے معنی یہ ہین کہ اے اللہ سن اور
قبول کر یا اے اللہ ایسا ہی ہو اور عطا ایسے تابعی نے جو مکے کے رہنے والے تھے اُسکے دعا
ہونے کی تصریح کر دی تو اس کلمے کے دعا ہونے ہونے مین کیا کلام رہا غرض کہ یہ جواب تو
نہایت ہی رکیک ہو جسکو کوئی انصاف پسند قبول نہین کر سکتا - ہان جن لوگون نے یہ جواب
دیا ہو کہ چونکہ جہر آمین حدیثون سے ثابت ہو لہذا اس آیۂ کریمہ کے حکم سے آمین مخصوص ہو
اُن لوگون نے ایک علمی بات کہی ہو جو قابل التفات ہو - اب مین اسکا جواب باصواب لکھتا
ہون ناظرین با انصاف ملاحظہ فرمائین کہ تخصیص تو جب درست ہو کہ احادیث سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا آمین بالجہر کہنا صراحۃً بطریق استحباب ثابت ہو اور اگر صراحۃً ثابت نہین
یا ثابت ہو مگر احیانا جسکا محل خاص ہو جیسے تعلیم وغیرہ تو آمین کو آیت سے خاص کرنا کیونکر ٹھیک

ہو سکتا ہو۔ آگے چلکے کا مدعا ثابت کر دیا جائیگا کہ کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے آنحضرت کا تکبیر وغیرہ
کی طرح آمین بالجہر کہنا صراحۃً ثابت نہین ہوتا اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آنحضرت نے آمین کو
تکبیر وغیرہ کی طرح کبھی جہر کے ساتھ کہا ہو تو تعلیم پر محمول ہو۔ کسی چیز کے جہراً کہا جاتا ہو تو اسکے جہر کا
استحباب ثابت نہین ہو سکتا۔ بہت سی چیزین آپ نے یا آپ کے صحابہؓ نے بعض اوقات زور سے
پڑھدی ہین مگر پھر بھی وہ نماز مین آہستہ پڑھی جاتی ہین۔ الغرض چونکہ کسی حدیث سے طریق مطلوبہ آمین بالجہر کہنا
ثابت نہین ہوتا لہذا آیہ کریمہ سے آمین کی تخصیص ہرگز درست نہین ہو سکتی۔ اور بیشک اخفاء آمین کیواسطے یہ
یہ آیت ایسی قوی دلیل ہو جسکے مقابلے مین آمین بالجہر والے کوئی آیت یا حدیث پیش نہین کر سکتے۔

احادیث صحیحہ سے اخفاء آمین کا ثبوت

یہ امر تو اظہر من الشمس ہو کہ جو امر بالاخفا کیا جاتا ہو اسکے ناقل بہت کم نکلتے ہین اور جو فعل علانیہ کیا جاتا ہو
وہ آخر طشت از بام ہو جاتا ہو یہی وجہ ہو کہ راویون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخفاے
آمین و ترک جہر آمین کو بہت کم روایت کیا ہو مگر پھر بھی بفضلہ وہ حدیثین جن سے ترک جہر
ثابت ہوتا ہو کتب احادیث مین موجود ہین **ایک حدیث صحیح** تو یہ ہو کہ صحیح مسلم مین ہو حدثنا
اسحق بن ابراهیم وابن خشرم قالا انا عیسی بن یونس قال نا الاعمش عن ابی صالح عن
ابی هریرة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا یقول لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا
واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا
اللهم ربنا لك الحمد یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگون کو تعلیم
کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ تم لوگ امام پر سبقت نکیا کرو جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو جب
ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب سمع الله لمن حمده
کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو۔ اس حدیث سے اخفاے آمین امام اسطرح نکلتا ہو کہ آنحضرت
صلعم نے چند چیزون کے نام لیے اور ارشاد فرمایا کہ جب امام یہ کرے تو تم یہ کرو انکو امام پر سبقت کرنا
نہین چاہیے پس اگر امام کے لیے آمین بالجہر مشروع ہوتی تو سیاق عبارت مقتضی تھا کہ آنحضرت

یون کہا ہوتا کہ جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو جیسا کہ تکبیر وغیرہ مین فرمایا چونکہ آپ آہستہ
آمین کہا کرتے تھے اس امام کو آہستہ کہنا چاہیے لہذا آپ نے یون فرمایا کہ جب امام ولا الضالین
کہے تو تم آمین کہو کیونکہ دوسری حدیثون مین آگیا ہو کہ آمین کہنے مین ثواب بہت ہو چنانچہ نسائی مین ہو
اخبرنا اسمعیل بن مسعود قال حدثنا یزید بن زریع قال حدثنی معمر عن الزہری عن
سعید بن المسیب عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین فان الملائکة تقول آمین وان الامام یقول
آمین فمن وافق تامینہ تامین الملائکة غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی آنحضرت نے ارشاد
فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی اسوقت آمین کہتے ہین
اور امام بھی آمین کہتا ہو پس جسکی آمین فرشتون کی آمین سے موافق ہوگی اسکے اگلے گناہ معاف ہوجاینگے
نسائی کی اس حدیث مین اور باتون کے علاوہ ایک یہ بھی ہو کہ امام بھی آمین کہتا ہو جس سے
آنحضرت کی غرض یہ ہو کہ جب تم ولا الضالین کے بعد آمین کہوگے تو تکبیرات وتسبیحات وغیرہ کی
طرح آمین بھی امام کا اتباع رہتا ہو۔ کچھ یہی نہین کہ صرف تمہین کہوگے بلکہ امام بھی کہتا ہو اگرچہ تمکو
بوجہ ترک جہر معلوم نہو۔ اب **مین کہتا ہون** کہ اس حدیث سے مقتدیون کے لیے بھی آمین
بالسر نکلتی ہو کیونکہ جب امام کے لیے اخفا ثابت ہوا تو کمال اتباع امام اسیوقت ہوتا ہو کہ مقتدی
بھی آہستہ کہین خصوصًا ایسی حالت مین کہ اور چیزین ہرچند امام زور سے پڑھے مگر مقتدی آہستہ
کہین۔ دیکھو امام کے واسطے ہرچند تکبیر باواز بلند مسنون ہو مگر مقتدیون کے لیے آہستہ بھی کہنا
مستحب ہو پس جو امر کہ امام کے لیے بالاخفا ثابت ہو وہ مقتدیون کے لیے تو بالاخفا بدرجہ اولی
ثابت ہوگا۔ ہان اگر کسی دلیل صحیح سے صراحةً ثابت ہو کہ آنحضرت نے مقتدیون کو باواز بلند
آمین کہنے کا حکم فرمایا ہو یا آپ کے پیچھے جو لوگ نماز پڑھتے تھے وہ زور سے آمین کہا کرتے تھے
تو البتہ مقتدیون کو حکم اخفا آمین نہین دیا جا سکتا حالانکہ صحیح تو صحیح کسی ضعیف حدیث سے بھی
ثابت نہین کہ آنحضرت نے زور سے آمین کہنے کو ارشاد فرمایا ہو یا آپ کے پیچھے جو لوگ نماز

پڑھتے تھے وہ زور سے آمین کہا کرتے تھے چونکہ وہ حضرت ... کا احتمال نہیں ہم ناظرین کو
کامل طور پر اور متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور یا آواز بلند پھر کہتے ہیں کہ ان خوبیوں میں مقتدیوں کا
آمین بالجہر کہنا ہرگز کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں صحاح ستہ سے لیکر جتنی کتب احادیث
ومسانید ومعاجم ومصنفات ہوئے ہیں انکو ڈھونڈھو انشاء اللہ تعالی کسی میں نہ پاؤ گے
کہ آنحضرت کے زمانے میں مقتدیوں نے زور سے آمین کہی ہو یا آپنے زور سے آمین کہنے کا حکم دیا ہو
فذا الفضا فانہ غور شرط ہی کہ اگر آنحضرت کی جماعت کے نمازی زور سے آمین کہتے ہوتے تو کیا یہ دھوم
طشت از بام نہ ہو جاتا۔ نہایت تعجب کا مقام ہی کہ مقتدیان ابن زبیر کا جہر آمین تو منقول ہو اور
مقتدیان رسول اللہ کا جہر ایک آدھ حدیث سے بھی مروی نہ ہو ذرا تو غور کیجائے نہ پیچھے خلفاے
اربعہ ہی کا زمانہ لیجیے کسی اثر سے کب ثابت ہی کہ انکے زمانے میں مقتدیان صلوۃ زور سے آمین
کہتے تھے حق تو یہ ہی کہ وہ لوگ آمین زور سے کہتے ہی نہ تھے پھر کوئی کہاں سے روایت کرے **المختصر**
جب کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت صلعم نے زور سے آمین کہنے کو ارشاد فرمایا ہو یا آپکے
سامنے لوگ جہر سے آمین کہتے تھے تو ایسی حالت میں کہ جب صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث اذا قال الامام
ولا الضالین فقولوا آمین سے ترک جہر آمین امام نکلتا ہی تو اتباعاً للامام مقتدیوں کے لیے بھی ترک جہر کا
حکم کما حقہ مستنبط ہوتا ہی فافہم فانہ من الفقہ فی الدین **دوسری حدیث** صحیح یہ ہی کہ
ابوداود میں ہی حدثنا مسدد نا یزید نا سعید نا قتادۃ عن الحسن ان سمرۃ بن جندب
وعمران بن حصین تذاکرا فحدث سمرۃ بن جندب انہ حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبر وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
فحفظ ذلک سمرۃ وانکر علیہ عمران بن حصین فکتبا فی ذلک الی ابی بن کعب فکان
فی کتابہ الیہما او فی ردہ علیہما ان سمرۃ قد حفظ یہ حدیث صحیح ہی ابوداود کے علاوہ
اور محدثین نے بھی بتغایر بعض کلمات اسکو روایت کیا ہی۔ ابوداود نے اسپر سکوت کیا ہے
اور جس حدیث پر وہ سکوت کرتے ہیں وہ انکے نزدیک صحیح ہوتی ہی اوروں نے بھی اسکو

صحیح کہا ہی اسکے معنی یہ ہین کہ سمرۂ بن جندب اور عمران بن حصین دونون نے مذاکرۂ حدیث
کیا۔ سمرۂ نے کہا کہ مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد ہین ایک سکتہ تو بعد تحریمہ اور
دوسرا سکتہ جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھ چکتے تھے۔ اسپر عمران نے کچھ
انکار کیا دونون نے ابی بن کعب کو لکھ بھیجا انھون نے سمرۂ کی موافقت کی۔ پہلا سکتہ تو خاص کر
ثنا وغیرہ کے لیے تھا۔ اور دوسرا سکتہ تو اس سے نکلتا ہی کہ آپ آمین آہستہ کہتے تھے جس سے
سکتے کی صورت پیدا ہو جاتی تھی اگر یہ کہیے کہ سکتے کے بعد آپ آمین زور سے کہتے تھے نہ سکتے مین تو
ظاہر ہی کہ سورۂ فاتحہ اور آمین مین فصل ہو جاتا ہی حالانکہ حدیثون سے حکم اتصال ثابت ہی المختصر
جسطرح سکتہ اولی سے اخفاء ثنا وغیرہ ثابت ہوا اُسیطرح سکتہ ثانیہ سے جو وَلَا الضَّالِّيْنَ کے بعد تھا
اخفاء آمین نکلتا ہی چنانچہ علامہ **طیبی** نے لکھا ہی والاظہر ان السکتۃ الاولی للثناء
والثانیۃ للتامین یعنی ظاہر تر یہ ہی کہ آنحضرت کا پہلا سکتہ ثنا کے لیے تھا اور دوسرا سکتہ آمین
کہنے کے لیے **تیسری حدیث** بخاری کے استاد حمیدی نے اپنے مسند مین روایت کی ہی
حدثنا سفیان بن عیینۃ نا سعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا قال ولا الضالین رفع صوتہ وقال آمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول
اس حدیث کی سند صحیح ہی اسکے معنی یہ ہین کہ ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جب ولا الضالین پڑھتے تو یہانتک زور سے آمین کہتے کہ صف اول کے وہ لوگ جو آپ کے
آس پاس ہوتے سن لیتے۔ اس حدیث سے صاف یہ ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت تکبیر کی طرح
آمین زور سے نہین کہتے تھے بلکہ آہستہ کہتے تھے مگر اسطرح آواز کی سانس کھینچ کے آمین
کہتے تھے کہ قریب والے سن لیتے تھے اس حدیث سے آمین بالاخفا کے ثبوت کے علاوہ ایک
بات یہ بھی ثابت ہو گئی کہ بعض حدیثون مین جو مطلق رفع صوت آمین مذکور ہی اسکی حد یہ ہی کہ

صف اول کے قریب کے لوگ سن لیتے تھے لہذا یہ صورت فعلیہ تھا۔ آنحضرت نے ظہر و عصر کی نماز میں بھی بعض آیتیں اسطرح زور سے پڑھی ہیں کہ قریب والے کبھی کبھی سن لیا کرتے تھے بعض صحابہؓ نے بھی بعض اوقات بعض سری چیزون کو ذرا سانس کھینچ کے پڑھوا دیا ہے دیکھو طبرانی نے معجم کبیر میں ابو مالک اشعریؓ کا یہ اثر روایت کیا ہے تقدم فصلی ثم الظهر فقرء فاتحة الكتاب يسمع من يليه یعنی ابو مالک اشعریؓ آگے بڑھے اور ظہر کی نماز پڑھانے لگے پس سورۂ فاتحہ اسطرح پڑھی کہ انکے قریب والون نے سن لی۔ المختصر حمیدی کی یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد حنفیہ کے لیے حجت بینہ ہے اور یہ حدیث ابو داود مین بھی ایسی مروی ہے حدثنا نصر بن علی انا صفوان بن عيسى عن بشر بن رافع عن ابی عبد الله بن عم ابی هريرة عن ابی هريرةؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتى يسمع من يليه من الصف الاول یعنی آنحضرت جس وقت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے یہانتک کہ صف اول کے وہ لوگ جو اس پاس ہوتے سن لیتے ابو داود کی یہ حدیث اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہے مگر چونکہ مسند حمیدی مین دوسری سند صحیح سے مروی ہے لہذا بوجہ متابعت یہ حدیث ابو داود بھی حسن لغیرہ کا حکم رکھتی ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ جب آمین قریب کے لوگ سنتے تھے تو یہ آمین بالجہر ہوئی نہ آمین بالسر تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی قرأت اصطلاح فقہا مین جہر نہین کہلاتی درمختار مین ہے ادنى المخافتة اسماع نفسه ومن بقربه فلو سمع رجل او رجلان فليس بجهر یعنی آدنی آہستگی کا یہ ہے کہ خود سنے اور قریب والے سنین۔ پس اگر ایک یا دو مرد نے سنا تو جہر نہین ہے علامہ شامی نے حاشیہ درمختار مین بحوالہ خلاصہ وغیرہ لکھا ہے ان الامام اذا قرء في صلوة المخافتة بحيث يسمع رجل او رجلان لا يكون جهرا یعنی امام اگر نماز سریہ مین اسطرح قرأت کرے کہ دو ایک مرد سنین تو وہ جہر نہین ہے پس جب یہ ثابت کر دیا کہ آس پاس والون کے سننے سے جہر نہین کہلاتا اور آنحضرت کی آمین ایسی ہی تھی کہ صف اول کے آس پاس والے سنتے تھے تو آمین بالسر کے ثبوت مین کیا کلام رہا چوتھی حدیث

مسند ابو داود طیالسی مین ہے حدثنا ابو داود قال ثنا شعبة قال اخبرنی سلمة بن كهيل

قال سمعت حجراً ابا العنبس قال سمعت علقمة بن وائل يحدث عن وائل وقد
سمعت من وائل انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قرغير المغضوب
عليه ولا الضالين قال امين خفض بها صوته ووضع يده اليمنى على يده اليسرى وسلم
عن يمينه وعن يساره اور یہ حدیث **مسند امام احمد حنبل** مین یون مروی ہو حدثنا
عبد الله حدثني ابي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر ابي العنبس
قال سمعت علقمة بن وائل يحدث عن وائل وسمعت من وائل قال صلى بنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلما قرا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين واخفى بها صوته
ووضع يده اليمنى على يده اليسرى وسلم عن يمينه وعن يساره یعنی وائل بن حجر سے
مروی ہو کہ ہم لوگون نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
پڑھ چکے تو آہستہ آمین کہی اور دہنا ہاتھ بائین پر رکھا اور دہنے بائین سلام پھیرا۔ یہ حدیث صحیح ہو
اسکی سند متصل ہو اور اسکے کل راوی ثقہ ہین مگر اسپر چند شبہے کیے گئے ہین شعبہ نے اسمین
تین خطائین کی ہین **ایک** تو حجر بن العنبس کی جگہ حجر ابی العنبس کہا **دوسرے** علقمہ کو بڑھا دیا
حالانکہ حجر نے وائل سے بلا واسطہ یہ حدیث روایت کی ہو **تیسرے** شعبہ کے سوا اور لوگون نے سلمہ
بن کہیل سے مد بہا صوتہ یا رفع بہا صوتہ روایت کی ہو چنانچہ جامع ترمذی مین ہو قال
ابو عيسى سمعت محمدا يقول حديث سفيان اصح من حديث شعبة في هذا واخطأ شعبة
في مواضع من هذا الحديث فقال عن حجر ابي العنبس وانما هو حجر بن عنبس ويكنى ابا السكن
وزاد فيه علقمة بن وائل وليس فيه عن علقمة عن وائل بن حجر وقال خفض بها صوته
وانما هو مد بها صوته قال ابو عيسى وسالت ابا زرعة عن هذا الحديث فقال حديث سفيان
في هذا اصح یعنی ابو عیسی ترمذی نے کہا کہ مین نے محمد یعنی امام بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس
باب مین سفیان کی حدیث شعبہ سے اصح ہو شعبہ نے یہان چند جگہ خطائین کی ہین ایک تو یہ کہ
حجر ابی العنبس کہدیا حالانکہ حجر بن عنبس چاہیے اور انکی کنیت ابو السکن ہو دوسرے علقمہ کو ستائین

زیادہ کیا حالانکہ اس میں علقمہ نہیں ہیں تیسرے مدّ بہا صوتہ کی جگہ خفض بہا صوتہ کہدیا۔ اور انھیں
ترمذی نے یہ بھی کہا ہو کہ میں نے ابو زرعہ سے جو اس بارے میں دریافت کیا تو انھیں نے بھی یہی کہا
کہ سفیان والی حدیث اصح ہو۔ اور دارقطنی نے حدیث شعبہ کو روایت کرکے لکھا ہو کذا قال شعبۃ
واخفی بہا صوتہ ویقال انہ وھم فیہ لان سفیان الثوری ومحمد بن سلمۃ بن کہیل
وغیرھما رووہ عن سلمۃ فقالوا ورفع صوتہ بآمین وھو الصواب **چوتھا اعتراض**
یہ ہو کہ علقمہ کو اپنے باپ وائل بن حجر سے سماع نہیں محقق ابن ہمام نے **فتح القدیر** میں باتباع
زیلعی لکھا ہو واعلوا نفی الحدیث علۃ اخری ذکرھا الترمذی فی علله الکبیر انه سال البخاری
ھل سمع علقمۃ عن ابیہ فقال انہ ولد بعد موت ابیہ بستۃ اشھر اور **نووی** نے
تہذیب الاسمار میں لکھا ہو قال یحیی بن معین وروایتہ وروایۃ اخیہ عبد الجبار عن ابیہما
مرسلۃ اور حافظ ابن حجر نے **تہذیب التہذیب** میں لکھا ہو وحکی العسکری عن ابن
معین انہ قال علقمۃ بن وائل عن ابیہ مرسل اور **تقریب** میں لکھا ہو صدوق الا
انہ لم یسمع من ابیہ **الحاصل** اس حدیث میں چار علتیں نکالی گئی ہیں مگر حق یہ ہو کہ ایک
علت بھی صحیح نہیں۔ امام بخاری نے سماع علقمہ عن ابیہ سے جو انکار کیا ہو اسکو خود ترمذی نے رد
کردیا ہو جامع ترمذی کی کتاب الحدود میں ہو وعلقمۃ بن وائل بن حجر سمع من ابیہ وھو اکبر من
عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ یعنی علقمہ نے اپنے باپ وائل بن حجر
سے سنا ہو اور وہ اپنے بھائی عبد الجبار سے بڑے ہیں۔ البتہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔
دیکھیے باوجود جاننے اس امر کے کہ بخاری نے سماع سے انکار کیا ہو ترمذی نے سماع کا صاف اقرار کردیا۔
پس اثبات کے آگے نفی کا کیا اعتبار۔ حق تو یہ ہو کہ صرف ترمذی کا یہ کہنا کہ علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہو
ثبوت سماع کے لیے کافی ہو مگر زیادت ثبوت کی نظر سے ایسی سندیں پیش کیجاتی ہیں جنسے قطع عروق
شبہات ہو۔ مسلم نے جلد ثانی میں روایت کی ہو حدثنا عبید اللہ بن معاذ العنبری قال نا ابی
قال نا ابو یونس عن سماک بن حرب عن علقمۃ بن وائل حدثہ ان ابا ہ حدثہ قال انی

لقاعد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دیکھیے ان ایا احدثہ شیعے صاف ثابت ہو
کہ علقمہ کو اپنے باپ سے سماع حاصل ہو۔ اور **نسائی** نے باب رفع الیدین عند الرفع من الرکوع
مین یہ حدیث روایت کی ہو اخبرنا سوید بن نصر اخبرنا عبد اللہ بن المبارک عن قیس بن
سلیم العنبری حدثنی علقمة بن وائل حدثنی ابی قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الخ دیکھیے علقمہ نے حدثنی کہا حدثنا بھی نہین کہا ہو اور اصول حدیث مین یہ قاعدہ
منضبط ہو چکا ہو کہ حدثنی تو حدثنی حدثنا کہنے سے بھی سماع ثابت ہو جاتا ہو بلکہ خود امام بخاری
نے رسالہ **رفع الیدین** مین یون روایت کی ہو حدثنا ابو نعیم الفضل بن دکین انبأنا قیس
بن سلیم العنبری قال سمعت علقمة بن وائل بن حجر حدثنی ابی الخ تعجب ہو کہ امام بخاری نے
سماع سے کیونکر انکار کیا عجب نہین کہ بخاری نے علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار کی نسبت سوال
سمجھکر وہ جواب دیا ہو ترمذی نے عبد الجبار کی نسبت بھی بخاری کا ایسا ہی کچھ قول نقل کیا ہو۔
جامع ترمذی کے کتاب الحدود مین ہو سمعت محمدا یقول عبد الجبار بن وائل بن حجر لم یسمع
من ابیہ ولا ادرکہ یقال انہ ولد بعد موت ابیہ باشہر۔ علقمہ اور عبد الجبار دونون حقیقی بھائی
ہین اِن دونون کی ماں کا نام ام یحییٰ ہو اور سن مین علقمہ عبد الجبار سے بڑے ہین۔ کچھ توام بھی
نہین پس یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہو کہ علقمہ بھی اپنے باپ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور عبد الجبار
بھی بعد موت ابیہ پیدا ہوئے **الحاصل** دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے کما حقہ ثابت ہو گیا
کہ علقمہ نے اپنے باپ کا زمانہ پایا ہو اور اُن سے حدیثین سنی ہین پس شعبہ کی حدیث آمین بالاخفا کی
نسبت جو انقطاع کا دھبا لگایا گیا ہو وہ دور ہو گیا اور اتصال سند ثابت ہو گیا۔ اب رہے
امام بخاری کے وہ تین شبہے جنکو ترمذی نے باب التامین نقل کیا ہو اُنکا جواب **علاّمہ عینی**
نے بنایہ شرح ہدایہ اور عمدة القاری شرح بخاری مین دیدیا ہو اور شعبہ کے بدلے خود امام بخاری کا
تخطیہ کیا ہو **پہلا اعتراض** جو یہ ہو کہ شعبہ نے ابن العنبس کے بدلے ابی العنبس کہدیا ہو
اُنکی کنیت ابو السکن ہو **اسکا جواب** یہ دیا ہو کہ حجر بن العنبس کی کنیت ابو العنبس اور

ابو السکن دونون ہو۔ ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہو حجر بن عنبس ابو السکن الکوفی
وهو الذی یقال له حجر ابو العنبس یروی عن علی و وائل بن حجر روی عنه سلمة بن کہیل۔
علامہ عینی نے جواب مین صرف ابن حبان کا حوالہ دیا ہو مثل مشہور ہو کہ جوئندہ یابندہ۔ مین ایسے
اسانید صحیحہ پیش کرتا ہون جن سے کما حقہ ثابت ہو جائیگا کہ سفیان نے بھی حجر کو ابو العنبس کہا ہو
دیکھو **ابو داود** نے باب التامین مین جو پہلی حدیث روایت کی ہو اسکی سندیون لکھی ہو
حدثنا محمد بن کثیر انا سفیان عن سلمة بن کہیل عن حجر ابی العنبس الحضرمی الخ دیکھو
اس سند مین ابی العنبس موجود ہو۔ اب ورہی سنو **دارقطنی** نے باب التامین مین روایت کی ہو
حدثنا عبد الله بن ابی داود السجستانی حدثنا عبد الله بن سعید الکندی ثنا وکیع والمحاربی
قالا حدثنا سفیان عن سلمة بن کہیل عن حجر ابی العنبس وهو ابن عنبس الخ دیکھیے اسمین بھی ابی العنبس
موجود ہو بلکہ اسکی بھی تصریح ہو کہ ابو العنبس ہی ابن عنبس ہین۔ دیکھیے کہ محمد بن کثیر اور وکیع اور محاربی
تینون لوگ سفیان سے حجر ابی العنبس نقل کرتے ہین الحمد للہ کہ سفیان ہی کی روایت سے شعبہ کے قول
کی تائید ہو گئی اب حجر ابو العنبس کی صحت مین کچھ کلام نہ رہا۔ اور ابو السکن کنیت ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ دوسری کنیت نہو دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابو الحسن بھی تھی اور ابو التراب بھی تھی۔
اسی طرح بہتیرے لوگ گزرے ہین جنکی دو کنیتین تھین۔ پس اگر حجر بن عنبس کی کنیت ابو السکن اور ابو العنبس
دونون ہون تو کچھ جاے تعجب نہین چنانچہ حافظ ابن حجر نے **تلخیص الحبیر** مین لکھا ہو ولا مانع ان یکون
له کنیتان۔ رہا **دوسرا اعتراض** کہ اس سند مین شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا ہو **اسکا جواب**
علامہ عینی نے یہ دیا ہو قوله وزاد فیه علقمة لا یضر لان زیادة الثقة مقبولة لا سیما من مثل شعبة
یعنی اگر اس سند مین علقمہ زیادہ ہین تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ ثقہ کی زیادت مقبول ہو خصوصا ایسی
حالت مین کہ شعبہ ایسے شخص کی روایت مین یہ زیادت ہو۔ حافظ **ابن حجر** نے بھی تلخیص الحبیر مین
یہی جواب دیکر کہا ہو فهذا ینفی وجود الاضطراب عن هذا الحدیث **مین کہتا ہون** کہ حجر
ابن العنبس کی بعض روایت مین جو علقمہ کا بھی واسطہ ہو اور بعض مین نہین اسکی وجہ یہ ہو کہ حجر بن العنبس نے

وائل سے بواسطہ علقمہ اور بلا واسطہ بھی یہ حدیث سنی ہی چنانچہ انہوں نے جو حدیث طیالسی اور امام احمد
کی نقل کی ہی اُسمین صاف موجود ہی چونکہ حجر کو دونوں طرح سے یہ حدیث پہونچی ہی لہذا کسی نے اُسطرح
روایت کی ہی اور کسی نے اِسطرح روایت کی ہی جس طریقے سے کہ طیالسی وغیرہ مین یہ حدیث مروی ہی اگر
اُسطرح امام بخاری کو پہونچی ہوتی تو ہرگز یہ اعتراض نکرتے رہا **تیسرا اعتراض** کہ شعبہ نے مد بہا صوتہ
یا رفع بہا صوتہ کی جگہ غلطی سے خفض بہا صوتہ یا اخفی بہا صوتہ کہدیا ہی لوگون نے اِس اعتراض کی
صحت پر بہت زور لگایا ہی کہا **والاً** سفیان شعبہ سے احفظ ہین کیونکہ خود شعبہ نے اسکا اقرار کیا ہی اور یحییٰ
بن سعید قطان اور یحییٰ بن معین ایسے نقاد رجال نے کہا ہی کہ سفیان اور شعبہ مین جب مخالفت ہوتی ہی تو مین
سفیان کو اختیار کرتا ہون **بیہقی** نے کتاب المعرفۃ مین لکھا ہی وکان شعبۃ یقول سفیان احفظ منی
وقال یحیی بن سعید القطان لیس احدٌ احب الیّ من شعبۃ واذا خالفہ سفیان اخذت بقول
سفیان وقال یحیی بن معین لیس احد یخالف سفیان الثوری الا کان القول قول سفیان قیل
وشعبۃ ایضًا ان خالفہ قال نعم اور علامہ **ابن قیم** نے اعلام الموقعین مین لکھا ہی وقال البیہقی
لا اعلم اختلافا بین اهل العلم بالحدیث ان سفیان وشعبۃ اذا اختلفا فالقول قول سفیان
ثانیاً سفیان کی متابعت محمد بن سلمہ اور علاء بن صالح اسدی نے کی ہی **اعلام الموقعین** مین ہے
وترجیح ثان وهو متابعۃ العلاء بن صالح ومحمد بن سلمۃ بن کہیل لہ **ثالثاً** خود شعبہ نے
بھی سفیان کی متابعت کی ہی **بیہقی** نے سنن کبری مین روایت کی ہی عن ابی الولید الطیالسی ثنا شعبۃ
عن سلمۃ بن کہیل سمعت حجرا ابا عنبس یحدث عن وائل الحضرمی انہ صلی خلف النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ولا الضالین قال آمین رافعا بہا صوتہ۔ علامہ **ابن قیم** نے اعلام الموقعین مین
لکھا ہی وقال البیہقی فیحتمل ان یکون تنبہ لذلک فعاد الی الصواب فی متنہ وترک ذکر علقمۃ
فی اسنادہ **اب مین** بعونہ تعالی ہر ایک کا جواب با صواب دیتا ہون جو لوگ علم حدیث مین
مذاق کامل رکھتے ہین وہ اس جواب کی قدر سمجھینگے مین نے مانا کہ سفیان ایسے اور ویسے ہین
انکی وہ روایت ایسی اور ویسی ہی مگر شعبہ کی روایت اسوقت مرجح قرار دیکے نظر انداز کیجائیگی

جب دونون مین منافات ہو اور تطبیق ممکن ہو۔ اصول حدیث کا یہ مسئلہ ہو کہ حتی الوسع تطبیق دیکر
منافات کو دور کر دینا چاہیے۔ اب سنو کہ دونون حدیثون مین کچھ منافات نہین سفیان اور شعبہ
دونون کی حدیثون کا مضمون صحیح ہو۔ مد صوت و رفع صوت کے معنی یہان صوت سری کو اس طرح
سانس کھینچ کے پڑھنے کے ہین کہ قریب والا سن لے۔ دیکھو اگر کوئی نماز ظہر یا عصر مین کچھ سانس
کھینچ کے نماز پڑھے جسکو آس پاس والے سن لین تو وہان یہ کہنا بھی درست ہو کہ یہ شخص زور سے
پڑھ رہا ہو یعنی اسطرح پڑھتا ہو کہ دوسرے لوگ بھی سنتے ہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ آہستہ پڑھتا ہو
یعنی نماز جہر کی طرح نہین پڑھتا۔ پس وائل نے اپنے بیٹے علقمہ کو جو یہ کہا اخفی بہا صوتہ تو اسکا مطلب
یہ تھا کہ مین نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد ولا الضالین آمین کہتے سنا تو اس سے
یہ نہ سمجھنا کہ آپ نے تکبیر وغیرہ کی طرح آمین کو زور سے کہا تھا بلکہ آہستہ کہا تھا اور سلمہ بن کہیل سے جو مد صوت
کی روایت کی تو اسکا مطلب یہ تھا کہ بعد سورہ فاتحہ آمین کہنا مستحب ہو کیونکہ آنحضرت کے پیچھے
جو مین نے نماز پڑھی تھی تو آپنے ولا الضالین کے بعد آمین کہی تھی اور مین نے آمین کو اسوجہ سے
سن لیا کہ آپنے اسکو سانس کھینچ کے پڑھا تھا۔ غرضکہ دونون حدیثون کے ملانے سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ وائل بن حجر کی حاضری کے زمانے مین آنحضرت نے آمین بالسر اسطرح سانس کھینچ کے
پڑھی تھی کہ آپکے آس پاس والون نے سن لی تھی۔ چنانچہ اس مطلب کی تائید عبد الجبار کی روایت
کرتی ہو جسکو نسائی نے روایت کیا ہو قال آمین فسمعته منه وانا خلفه یعنی وائل نے کہا کہ
آنحضرت نے آمین کہی اور مین نے اسکو سن لیا کیونکہ مین آپ ہی کے پیچھے تھا۔ دیکھیے ان دونون قیود سے
صاف نکل رہا کہ آپنے آمین تکبیر کی طرح جہر سے نہین کہی تھی بلکہ تسبیحات کی طرح بالسر کہی مگر ذرا سانس
کھینچ کے کہ قریب کے لوگون نے اسکو سن لیا۔ اور یہ کھینچ کے پڑھنا تعلیما تھا آنحضرت نے ظہر و عصر مین بھی
بعض آیتین اسطرح پڑھ دی ہین کہ لوگون نے سن لی ہین۔ اور اس مطلب کی تائید ابو ہریرہ کی روایت
بھی کرتی ہو جسکو حمیدی اور ابو داود نے اخراج کیا ہو قال آمین حتی یسمعہ من یلیہ من الصف
الاول دیکھو اس کہنے سے کہ صف اول کے وہ لوگ جو آنحضرت کے قریب تھے وہ آمین سنتے تھے ان

نکل رہا ہو کہ آپ آہستہ آمین فرماتے تھے۔ دوسرے طرح جیسا کہ آمین بالجہر والے کہا کرتے ہیں کہ آخر صف تک
آواز پہنچ جاتی ہو۔ المختصر وائل بن حجر کا یہ کہنا کہ رفع بہا صوتہ اور اخفض بہا صوتہ دونوں
صحیح ہیں اور دونوں میں نہایت عمدہ تطبیق ہو جاتی ہی جسکو ہر انصاف پسند غیر متعصب قبول کر سکتا ہی
مگر نہایت افسوس کا مقام ہو کہ باوجود اس امر کے کہ حتی الوسع تطبیق دینا چاہیے اکثر محدثین نے یہاں
پہلو تہی کی اور شعبہ ایسے جلیل القدر کے تخطیہ پر آمادہ ہو گئے جنکے حق میں خود سفیان نے امیر المومنین
فی الحدیث کہا ہو علامہ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں کیا خوب لکھا ہو
وتخطیتہ مثل شعبۃ خطاء کیف وھو امیر المومنین فی الحدیث سخت تعجب تو یہ ہو کہ امام
بخاری کے تخطیہ کی صحت پر لوگ بہت زور دیتے ہیں اور اتنا نہیں خیال کرتے کہ جو شخص ایک حدیث
میں تین خطائیں کرے اسکی روایت کا کیا ٹھکانا اور وہ ثقہ حافظ متقن کے القاب سے کیونکر
ملقب ہو سکتا ہو۔ رہی یہ بات کہ سفیان احفظ ہیں یا شعبہ تو میں باواز بلند کہتا ہوں کہ اسمین بھی
لوگ مغالطے میں پڑے ہیں شعبہ کے اس کہنے سے کہ سفیان مجھسے احفظ ہیں یہ ثابت نہیں کہ نفس الامر
میں وہ ایسے ہی تھے جو لوگ بڑے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو کسی سے بڑھاتے نہیں یہ شعبہ کی کسر نفسی تھی
کہ سفیان کو اپنے سے احفظ کہا۔ رہی یہ بات کہ یحیی بن سعید قطان اور یحیی بن معین نے مخالفت کے وقت
قول سفیان اختیار کرنے کو کہا ہو تو اسکا جواب یہ ہو کہ اختلاف سے مراد اختلاف فی الفقہ ہو نہ فی الروایۃ
کیونکہ خود یحیی بن سعید نے کہدیا ہو کہ روایت میں شعبہ سفیان سے احفظ ہیں ترمذی نے کتاب العلل
میں روایت کی ہو حدثنا ابو بکر عن علی بن عبد اللہ قال سمعت یحیی بن سعید یقول لیس احد
الی احب من شعبۃ ولا یعدلہ احد عندی واذا خالفہ سفیان اخذت بقول سفیان قال علی
قلت لیحیی ایھما کان احفظ للاحادیث الطوال سفیان او شعبۃ قال کان شعبۃ امر فیھا وقال
یحیی بن سعید وکان شعبۃ اعلم بالرجال فلان عن فلان وکان سفیان صاحب الابواب یعنی
جیسے ابو بکر نے روایت کی کہ علی بن مدینی نے کہا کہ میں نے یحیی بن سعید قطان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ
کوئی شخص شعبہ سے بڑھکے مجھکو پیارا نہیں میرے نزدیک انکا کوئی عدیل نہیں اور جب ان سے

سفیان مخالفت کرتے ہیں تو سفیان ہی کا قول اختیار کرتا ہوں کہ علی بن مدینی نے کہ میں نے یحیی
بن سعید سے پوچھا کہ بڑی بڑی حدیثوں کا زیادہ تر حافظ کون تھا سفیان یا شعبہ تو انھوں نے
جواب دیا کہ انمیں شعبہ اقوی تھے اور یحیی بن سعید نے یہ بھی کہا کہ شعبہ کو علم رجال عن فلان عن فلان
بڑھا ہوا تھا اور سفیان صاحب الابواب یعنی فقیہ تھے ترمذی کی اس روایت سے صاف ثابت ہو گیا
کہ نقاد رجال یحیی بن سعید قطان کی تحقیق یہ تھی کہ شعبہ کا علم رجال بڑھا ہوا تھا اور حدیثوں میں وہ
سفیان سے زیادہ تر حافظ تھے پس بیہقی وغیرہ نے جو سفیان کو بہ نسبت شعبہ احفظ ثابت کرنے میں
بہت زور لگایا ہے ہبا منثورا ہو گیا بلکہ اُلٹا شعبہ ہی احفظ ثابت ہو گئے رہی وجہ ثانی یعنی حدیث سفیان
کی لوگوں نے متابعت کی ہے وہ کچھ مضر نہیں کیونکہ جب حدیث شعبہ بسند متصل ثابت ہوا اسکے کل
راوی بھی ثقہ ہیں اور میں نے جو تطبیق دی اس سے منافاۃ دور ہو جاتی ہے تو حدیث شعبہ کو مرجوح
وشاذ قرار دیکر نظر انداز نہیں کر سکتے رہی وجہ ثالث اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شعبہ نے خطا کی ہے
کیونکہ میں اوپر لکھ چکا کہ وائل نے مد صوت اور اخفاء صوت دونوں طرح سے روایت کی ہے سو شعبہ کو
دونوں طرح دو سندوں سے پہونچی لہذا شعبہ نے بھی دونوں طرح پر روایت کی اور شعبہ کا دونوں طرح روایت
کرنا اس تقدیر پر کہا جاتا ہے کہ بیہقی نے جو روایت کی ہے اُسکی سند صحیح تسلیم کر لیجائے ورنہ مجکو اُسکی صحت
ہی میں کلام ہے اور شعبہ سے خفاء آمین کی حدیث اکثر اُن کے تلامذہ نے روایت کی ہے علامہ ابن قیم نے
جو احتمال اعادہ الی الصواب لکھا ہے وہ قابل التفات نہیں ہر کیف شعبہ سے جو حدیث آمین بالاخفاء
مروی ہے اُسکی نسبت جتنی علتیں بیان کی گئی ہیں اُن سب کا جواب باصواب ہو گیا فالحمد للہ علی
ذلک اب میں کہتا ہوں کہ یہ تطبیق محدثین کے طریقے کے موافق ہے کہ ان لوگوں نے جا بجا اس
قسم کی تطبیق دی ہے مگر میرے نزدیک حقیقت میں وائل بن حجر کی زبان سے نہ تو مد بہا صوتہ
وغیرہ نکلے ہیں اور نہ اخفی بہا صوتہ وغیرہ بلکہ اصل میں یوں کہا ہے قال امین فسمعته وانا خلفه
یعنی آپ نے آمین کہی اور میں نے اُسکو سن لیا کیونکہ میں آپ ہی کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ چونکہ سمع
ہونے سے یہ بات نکلتی ہے کہ آپنے آمین جہر میں نہیں کہی تھی بلکہ کچھ زور سے کہی تھی لوگوں نے اسکو

مد بہا صوتہ سے تعبیر کیا اور چونکہ خفض صوتہ وارد نہیں لفظ سے یہی سمجھتا ہوں کہ جیسے تکبیر وغیرہ کی طرح
آمین زور سے نہین کہی تھی بعضون نے اسکو لفظ بصوت سے تعبیر کیا ہے خصوصاً کہ ... علیہ بمعنے الصفت ذی صلاۃ

آثار صحابہؓ سے ترک جہر آمین کا ثبوت

ہم لوگون کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت نے جو بعد ختم سورۂ فاتحہ آمین کہنے کی تعلیم فرمائی ہے تو آیا یہ بھی کسی حدیث مین ارشاد فرمایا ہے کہ جہر کے ساتھ آمین کہا کرو یا کسی حدیث سے مقتدیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آمین بالجہر کہنا ثابت ہوتا ہے یا آپ کے بعد جلیل القدر صحابہؓ خصوصاً خلفائے اربعہؓ جنکی سنت کے اتباع کا ہم لوگون کو حکم نبوی ہے انکا آمین بالجہر کہنا کسی نے روایت کیا ہے **مین کہتا ہون** اگر کسی حدیث سے تو یہ ثابت ہے کہ آپنے زور سے آمین کہنے کو ارشاد فرمایا ہے اور نہ یہ کہین مروی ہے کہ آپ کے پیچھے جو لوگ نماز پڑھتے تھے وہ زور سے آمین کہتے تھے۔ حجر بن وائل جنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا خاکہ کھینچا ہے اور حاضرین جماعت کا حال بھی کچھ بیان کیا ہے اُنھون نے بھی یہ نہین کہا کہ آنحضرت کے ساتھ مقتدیون نے بھی آمین کہی۔ حجر بن وائل کو جانے دیجیے اگر فی الواقع مقتدیان آنحضرت زور سے آمین کہتے ہوتے تو ایسا واقعہ عظیم الشان کوئی تو روایت کرتا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ جنکو آمین پر نہایت اصرار تھا اور لوگون کو آمین کہنے کی ترغیب دیا کرتے تھے اُنھون نے بھی مقتدیانِ آنحضرتؐ کی نسبت کچھ نہین کہا زمانہ نبوی کو جانے دیجیے۔ خلفائے اربعہؓ کا زمانہ لیجیے۔ انکی خلافت کے زمانے مین بھی کسی شخص کا زور سے آمین کہنا ثابت نہین فاعتبروا یا اولی الابصار **اب مین** پہلے ایسے دو صحابہؓ کا ترک جہر ثابت کرتا ہون جو آنحضرت کے وزیر خاص اور خلیفہ برحق تھے وہ کون ایک تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ دیکھیے یہ دونون کس پایہ کے لوگ تھے انکا طریقہ ملاحظہ ہو امام **طحاوی** نے معانی الآثار کے باب قراءت بسم اللہ مین روایت کی ہے حدثنا سلیمن بن شعیب الکیسانی قال حدثنا علی بن معبد قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال کان عمرؓ و علیؓ لا یجھران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بآمین یعنی ابو وائل کہتے

مروی ہو کہ حضرت عمرؓ اور علیؓ نہ تو بسم اللہ کو زور سے پڑھتے تھے اور نہ اعوذ باللہ اور آمین کو بالجہر کہتے تھے
اس اثر کو ابو جعفر طبری نے تہذیب الآثار میں یوں روایت کیا ہو حدثنا ابو کریب ثنا
ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال لم یکن عمر و علی یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم
ولا بآمین یعنی ابو وائل سے مروی ہو کہ حضرت عمر اور علی بسم اللہ اور آمین کو جہر سے نہیں
پڑھا کرتے تھے۔ اس اثر کی سند حسن ہو کان لا یجہران اور لم یکن یجہران سے حسب قاعدہ
علم معانی ثابت ہو کہ ترک جہر آمین پر ان دونوں حضرات کا استمرار تھا۔ پس جب اسناد حسن سے
ان دونوں حضرات کا ترک جہر ثابت ہو تو اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آمین کو زور سے نہیں پڑھا کرتے تھے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہو کہ جس چیز کو برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم زور سے پڑھا کرتے ہوں حضرت عمرؓ اور علیؓ ایسے جلیل القدر صحابہ اُسکے خلاف کریں اور تارک جہر ہوں
اگر یہ کہیے کہ ان دونوں کو جہر آمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہو گی تو میں کہتا ہوں کہ اگر احیاناً
آپ نے زور سے آمین کہی ہو تو ہاں ممکن ہو کہ انکو خبر نہو۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مستمرہ آمین بالجہر کہنے کا نتھا اور یہ ایک موٹی سی بات ہو کہ جس چیز کو آپ نے
برابر آہستہ پڑھا ہو اور احیاناً کسی مصلحت سے زور سے کہا ہو تو اُسکا آہستہ ہی پڑھنا مستحب ٹھہریگا۔ اور
اگر یہ کہیے کہ چونکہ زور سے پڑھنا مستحب ہو کچھ واجب نہیں لہذا یہ دونوں ترک جہر کیا کرتے تھے تو میں
کہتا ہوں کہ یہ لوگ تو عاشق سنت تھے حتی الوسع کسی سنت کو ترک نہیں کرتے تھے اور یہ تو ظاہر ہو کہ
آمین بالجہر میں نہ تو کچھ دقت ہو اور نہ کچھ وقت صرف ہوتا ہو پس ایسی سنت کو کوئی کیوں ترک کرنے لگا
صاف بات تو یہ ہو کہ یہ کہنا کہ چونکہ جہر ایک امر مسنون ہو نہ واجب اسوجہ سے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ
نے ترک جہر فرمایا ہو ایک بدیہی البطلان قول ہو جو کسی ذی فہم کی زبان سے نہیں نکل سکتا۔ آپ ذرا
آمین بالجہر والے حضرات انصافاً ملاحظہ فرمائیں کہ اگر جہر میں استحباب ہو تو یہ دونوں صحابی جلیل القدر
اور فقہاء ایک عالم پر روشن ہو تارک جہر آمین کیوں رہے حق تو یہ ہو کہ یہ دو اثر جہر میں جو کہ ہمنے

صاف ثابت ہوتا ہو کہ بلاشک آنحضرت کا علم طریقہ یہی تھا کہ آمین کو زور سے نہیں کہتے تھے اور یہ وہ دلیل ہو
جسکا معقول جواب انشاء اللہ تعالیٰ آمین بالجہر والے حضرات قیامت تک نہیں دے سکتے۔ اب ایک اور
جلیل القدر صحابی حامل علمین نبوی یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کے ترک جہر آمین کی دلیل سنو جوہر النقی
مین بعد نقل اثر علی و عمر رضی اللہ عنہما کے لکھا ہو قال الطبری و روی ذلک عن ابن مسعود یعنی طبری
نے کہا ہو کہ اخفاے آمین ابن مسعودؓ سے بھی مروی ہو۔ اور **خفاجی** نے حاشیہ بیضاوی مین لکھا ہے
اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابی وائل قال کان علیؓ و عبد اللہ بن مسعودؓ لا یجہران بالتامین
اس اثر کا خفاجی نے معجم کبیر طبرانی کا حوالہ تو دیا مگر سند نہین لکھی اور معجم کبیر آجتک کہین چھپی نہین
قلمی نسخے بھی ہندوستان مین کہین پائے نہین جاتے۔ مؤلف نے جو بہت تلاش کی تو پنجاب مین
ایک پرانے قلمی نسخے کا پتا لگا بڑی جانفشانی اور عرقریزی کے بعد وہ نسخہ پنجاب سے منگوایا اور
اول سے آخر تک سیر کر گیا۔ الحمد للہ اسکے مطالعے سے نہایت ہی مستفید ہوا۔ اور اثر مطلوب کو جو نہین
آثار حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ یون مروی پایا حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی ثنا احمد بن
یونس ثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید البقال عن ابی وائل قال کان علی و عبد اللہ لا یجہران
ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین یعنی ابو وائل سے مروی ہو کہ حضرت علی اور عبد اللہ
بن مسعودؓ تو بسم اللہ کو بالجہر پڑھتے تھے اور نہ اعوذ باللہ اور آمین کو زور سے کہتے تھے۔ اس اثر کی سند
بھی حسن ہو۔ لیجیے اب تین صحابہؓ کا صراحۃً ترک جہر ثابت ہوگیا ان تینون کے علاوہ اور جلیل القدر صحابہ رضہ
جو تھے جیسے حضرت ابو بکرؓ و عثمانؓ وغیرہ انکا فعل کسی روایت مین مذکور نہین کہ کسطرح پڑھتے تھے جسکی وجہ
غالباً یہی ترک جہر ہو بلکہ اشارۃً اور صحابہؓ کا بھی ترک جہور جسے آثار سے نکلتا ہو جنکو مین نے نظر انداز کیا
ہان عبد اللہ بن زبیرؓ کا جہر ثابت ہو جسکی بحث آگے آئےگی خلاصہ یہ ہو کہ بجز ابن زبیرؓ اور اُن کے اتباع
کے کسی اور جلیل القدر صحابی کا جہر آمین ہرگز کسی اثر سے ثابت نہین بلکہ حضرت عمرؓ و علیؓ و ابن مسعود
ایسے صحابہ کا ترک جہر ثابت ہو جس سے بدرجۂ اولیٰ استحباب اخفاے آمین کا حتماً ثابت ہوتا ہو۔ اور اکثر
جلیل القدر تابعین سے بھی اخفا ثابت ہو چنانچہ **جوہر النقی** مین لکھا ہو و روی عن النخعی والشعبی

وابراھیم التیمی انھم کانوا یخفون بآمین یعنی امام نخعی اور شعبی اور ابراہیم تیمی سے مروی ہو کہ لوگ آمین آہستہ کہا کرتے تھے اور مسند ابو یعلیٰ مین ہو حدثنا نصر بن علی الجھضمی نا صفوان بن عیسیٰ عن بشر بن رافع عن ابی عبداللہ بن عم ابی ھریرۃ عن ابی ھریرۃ قال ترک الناس آمین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرء غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین حتی یسمع الصف الاول یعنی ابوہریرہؓ سے مروی ہو کہ لوگون نے آمین کہنا چھوڑ دیا حالانکہ آنحضرت جس وقت غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھتے تو اسطرح آمین کہتے کہ پہلی صف کے لوگ سنتے۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو مگر فی الجملہ اعتضاد کے لیے کافی ہو۔ اب قابل غور یہ بات ہو کہ ابوہریرہؓ کے زمانے مین سیکڑون صحابہ بلاد متفرقہ مین اور لاکھون تابعی موجود تھے۔ مگر پھر بھی حضرت ابوہریرہؓ نے اسکی شکایت کی کہ لوگون نے آمین کہنا چھوڑ دیا پس اس سے یہ بات ضرور نکلی کہ صحابہ و تابعین زور سے آمین نہین کہتے تھے ورنہ دیکھا دیکھی ہر کس و ناکس آمین زور سے کہتا چونکہ استحباب آمین کے جاننے والے آہستہ کہتے تھے بہتیرے لوگ جاننے تک نہ تھے کہ آمین بھی مستحب ہو حضرت ابوہریرہؓ کو دریافت سے معلوم ہوا کہ لوگ آمین نہین کہتے تو انھون نے شکایت کی اور فضل نبوی بیان کرکے لوگون کو ترغیب دلائی

آمین بالسر کے باب مین بعض صحابہؓ و تابعین کا فتوےٰ

یہ تو اظہر من الشمس ہو کہ وہ صحابہ جو برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر مین ساتھ رہے وہ آمین کے باب مین لوگون کو وہی فتوی دینگے جو آنحضرت کا طریقہ مستمرہ تھا۔ نہایت ہی مستبعد بلکہ محال ہو کہ اگر بالفرض آنحضرت نماز جہریہ مین زور سے آمین کہتے ہون ایسے جلیل القدر صحابہؓ آہستہ کہنے کا فتوی دین یا آپ برابر آہستہ کہتے ہون اور صحابہؓ بالجہر کہنے کا ارشاد کرین۔ اب دیکھنا چاہیے کہ صحابہ نے اس بارے مین کیا کہا ہو اور لوگون کو کسطرح آمین کہنے کی تعلیم کی ہو۔ مین آواز بلند کہتا ہون کہ کسی ضعیف اثر سے بھی یہ ثابت نہین کہ کسی جلیل القدر صحابی نے بھی کسی کو زور سے آمین کہنے کو کہا ہو بخلاف آمین بالسر کے کہ علماء نے تحقیقاً اس قسم کے آثار نقل کیے ہین علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہو روی ابو معمر عن عمر بن الخطاب انہ قال یخفی الامام ربنا التعوذ و بسم اللہ الرحمن الرحیم و آمین و ربنا لک الحمد

یعنی ابو سعید سے مروی ہو کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ چار چیزین امام آہستہ پڑھے اعوذ باللہ بسم اللہ
آمین ربنا لک الحمد اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے **لمعات** شرح مشکوۃ مین لکھا ہے
وروی عن عمر بن الخطاب انہ قال یخفی الامام اربعۃ اشیاء التعوذ والبسملۃ وآمین وسبحانک
اللھم وبحمدک یعنی حضرت عمرؓ سے مروی ہو کہ انھون نے کہا کہ چار چیزین امام آہستہ پڑھا کرے
اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین اور سبحانک اللھم وبحمدک مین **کہتا ہون** کہ اگرچہ حافظ عینی اور
شیخ دہلوی نے کتاب کا حوالہ نہین دیا مگر غالباً یہ اثر محض بے اصل نہین جیسون جوامع ومسانید
نایاب نادرہ ہین اگر جہان بین کیجائے تو کیا عجب کہ مع سند صحیح نقل آئے۔ غایت ما فی الباب سوئے
بوجہ تعلیق اسپر ضعف کا اطلاق ہوگا مگر پھر بھی فی الجملہ تائید کے لیے کافی ہو کیونکہ مراد عوی تو یہ ہو
کہ کسی ضعیف اثر سے بھی ثابت نہین کہ کسی صحابی نے جہر آمین کا فتوی دیا ہو بخلاف آمین بالسر کے
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتوی گو تعلیقاً سہی پایا جاتا ہو۔ اسیطرح عبداللہ بن مسعودؓ کا بھی فتوی
صاحب **ہدایہ** وغیرہ نے نقل کیا ہو جسکی نسبت حافظ **ابن حجر** نے درایہ مین لکھا ہو لم اجدہ
مکن اگرچہ حاشیہ **طحاوی** مین ہو وروی البیہقی ما یوئد ذالک عن ابی وائل عن عبداللہ قال
یخفی الامام ربعا بسم اللہ الرحمن الرحیم وآمین واللھم ربنا ولک الحمد والتعوذ او
التشھد شک ابو سعید عن ابی وائل عن عبداللہ انتہے یعنی بیہقی سے جو اس اثر کے موید ہو
ابووائل سے روایت کی ہو کہ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ چار چیزین امام آہستہ کہے ایک تو بسم اللہ
دوسرے آمین تیسرے اللھم ربنا ولک الحمد چوتھے تعوذ یا تشہد ان دونون مین ابو سعید کو جو اس اثر کے
راوی ہین شک ہو کہ ابووائل نے عبداللہ سے تعوذ روایت کیا ہو یا تشہد اس حاشیے سے ثابت
ہوتا ہو کہ امام بیہقی نے اپنی کسی کتاب مین اس اثر کو اخراج کیا ہو۔ غرض کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا بھی
فتوی لوگون نے نقل کیا ہو اور حضرت ابراہیم نخعی جو عبداللہ بن مسعود کے بالواسطہ شاگرد تھے انکا
فتوی تو بسند صحیح ثابت ہو **مصنف** عبدالرزاق مین ہو اخبرنا الثوری عن منصور عن ابراہیم

سلہ حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر من ابواب ... [illegible]

قال خمس یخفیهن الامام سبحانک اللهم وبحمدک والتعوذ وبسم الله الرحمن الرحیم وآمین واللهم ربنا ولک الحمد یعنی ابراہیم نے کہا کہ پانچ چیزیں امام آہستہ پڑھے سبحانک اللہم کو اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین اور اللہم ربنا ولک الحمد اس اثر کو امام محمد نے **کتاب الآثار** میں یوں روایت کیا ہے اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم قال اربع یخافت بهن الامام سبحانک اللهم وبحمدک والتعوذ من الشیطان وبسم الله الرحمن الرحیم وآمین کتاب الآثار میں اسکے بعد یہ بھی ہے قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابی حنیفة یعنی محمد نے کہا کہ ہمارا بھی اسی پر عمل ہے اور ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور امام محمد نے **مبسوط** میں لکھا ہے قال ابو حنیفة یخفی الامام بآمین ایضا یعنی امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ امام آمین بھی آہستہ کہے اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وقال مالک رحمه الله تعالی فی روایة لا یؤمن الامام فی الجهریة وقال ابو حنیفة رضی الله عنه والکوفیون ومالک فی روایة لا یجهر بالتامین یعنی بروایتے امام مالک یہ قول ہے کہ نماز جہریہ میں امام آمین نہ کہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور کوفے والے حضرات بلکہ بروایتے امام مالک بھی اسکے قائل ہیں کہ امام بھی آمین کہے مگر آہستہ کہے جہر کے ساتھ نہ کہے ان سب اقوال سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ اسکے قائل ہیں کہ امام بھی آمین کہے مگر جہر سے نہ کہے دوسرے صرف امام ابو حنیفہ ہی اسکے قائل نہیں بلکہ ایک جماعت کی بھی رائے یہی ہے کوفے کے مشاہیر ائمہ جیسے سفیان ثوری وغیرہ بھی اس مسئلے میں آپکے موافق ہیں بلکہ بروایتے امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور **موطا** میں امام محمد نے جو یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ امام آمین نہ کہے انکا یہ قول مخالف ہے اُس قول کے جسکو کتاب الآثار اور مبسوط میں لکھا ہے۔ تعجب کیا کہ پہلے جناب امام کا اجتہاد یہی ہو جسکو امام محمد نے موطا میں نقل کیا ہے پھر خیال پلٹ گیا ہو چونکہ اُن سے دو روایتیں تھیں امام محمد نے ایک جگہ ایک روایت لکھی اور دوسری جگہ دوسری روایت۔ بہرکیف امام ابو حنیفہ کا مشہور و مفتی بہ یہی قول ہے کہ امام بھی آمین کہے مگر زور سے نہ کہے آہستہ کہے یہاں تک تو تامین امام کے باب میں بحث تھی رہی مقتدیوں کی تامین وہ بالاتفاق جناب امام عالی مقام کے نزدیک بالاخفا مستحب ہے

مقتدیون کی آمین بالجہر سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع کرنا

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو شخص امام وقت ہوا اور وہ حدیثین جن سے لوگ جہر مستنبط کرتے ہیں
اُنکو پہونچ گئے ہوں اور مدتوں استحباب جہر آمین کا قائل رہا ہو پھر اگر جہر سے رجوع کر کے آمین
بالسر کا قائل ہو جائے تو اسکا جہر کیا اثر رکھتا ہے اور آمین بالاخفا کی نسبت کیا خیال کیا
جا سکتا ہے یہ تو معروف و مشہور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ امام اور مقتدی سب کے
سب آمین زور سے کہیں اور بیشک مدتوں انکا بھی اجتہاد رہا برسوں آمین بالجہر کے قائل رہے مگر جب
خوب اُنھوں نے چھان بین کی تو انکا خیال مقتدیون کی آمین کا بابت پلٹ گیا آمین بالجہر سے رجوع
کر کے آمین بالسر کے قائل ہو گئے **ابتہاج** شرح منہاج میں علامہ تقی الدین **سبکی** نے لکھا ہے
ویجہر ای للماموم فی الصلوۃ الجہریۃ فی الاظہر وهو القدیم والمسئلۃ مما یفتی بہا علی القدیم
یعنی نماز جہری میں مقتدی موافق روایت اظہر وقدیم کے آمین زور سے کہے اور اس مسئلے میں امام شافعی
کے قول قدیم پر فتویٰ دیا گیا ہے اور حافظ **ابن حجر** نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے والجہر
للماموم ذهب الیہ الشافعی فی القدیم وعلیہ الفتوی یعنی مقتدیون کے حق میں آمین بالجہر کی طرف
امام شافعی چلے گئے ہیں اور اسی قول قدیم پر فتویٰ ہے اور علامہ **شہاب خفاجی** نے حاشیۂ
بیضاوی میں مذہب امام شافعی کا یون لکھا ہے ویجہر بہا الامام والمنفرد فی الجہریۃ تبعا للقراۃ
بحدیث وائل المذکور واما الماموم ففی القدیم یؤمن جہرا ایضا وفی الجدید لا یجہر ان سب
اقوال سے کما حقہ ثابت ہو کہ مقتدیون کی آمین بالجہر کی طرف جو امام شافعی گئے ہیں اور جو مذہب شافعیہ
میں مفتی بہ ٹھہر گیا ہے وہ انکا قول قدیم ہے جدید قول اسکے خلاف ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ امام شافعی
نے مقتدیون کی آمین بالجہر سے رجوع کی ہے اور انکا جدید قول آمین بالسر کا ہے تو ایک معمولی سی بات ہے
کہ کوئی شخص اپنے ایسے مسئلے سے جسپر برسوں قائم رہا ہو رجوع نہیں کر سکتا جب تک اُسنے ہر پہلو کو
خوب دیکھ نہیں لیا ہو اور اجتہاد سابق کے خلاف میں قوی دلیل نہ ملگئی ہو۔ رہی امام کی آمین بالجہر اگرچہ
بعض علما کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے بھی امام شافعی نے رجوع کی ہے مگر محققین شافعیہ کا یہ

اسکے خلاف ہے جیسا کہ اوپر کی عبارتون سے ظاہر ہوتا ہے علامہ شیخ ابن حجر مکی ہیتمی نے
تحفۃ المحتاج شرح منہاج مین لکھا ہے ویجہر بہا ندباً ای الجہر بہا الامام والمنفرد قطعاً
والماموم فی الاظہر وان ترکہ امامہ غرضکہ امام کی آمین بالجہر سے امام شافعی کا رجوع کرنا
ثابت نہین ہان امام مالک سے تامین امام کے بارے مین دو روایتین ہین ایک تو یہ کہ امام آمین ہی نہ کہے
دوسرے آمین کہے مگر زور سے نہ کہے پس امام ابوحنیفہ کی موافقت تو ایک جماعت کی کہ ائمہ ثلثہ سے ہے مین امام
کے بارے مین تو امام مالک رح نے موافقت کی ہے اور مقتدیون کی آمین کے بارے مین تو کل جیسا امام شافعی نے آپکا اتفاق کیا ہے فافہم

احادیث آمین بالجہر

حدیثون مین جو کتابین مشہور ہین ان مین ایک تو موطا ہے دوسرے صحاح ستہ ان کتابون مین جن
جن حدیثون سے لوگ آمین بالجہر ثابت کرتے ہین انکی حقیقت حال ظاہر کیے دیتا ہون بلکہ جو کتابین
کہ صحاح ستہ سے خارج ہین ان کی حدیثین بھی نقل کرکے ٹھکانے لگا دیتا ہون۔ کہ کچھ تشنہ لگا نہ رہے۔
بعد جرح و قدح و بحث ماله وما علیہ ناظرین انصاف پسند کے دل پر نقش کالحجر کیے دیتا ہون کہ فی الواقع
آمین بالجہر کا استحباب نہ تو امام کے لیے ہرگز ثابت ہوتا ہے نہ مقتدیون کے لیے۔ اس مسئلے
مین امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد اگرچہ بعدم تدبر و تتبع کی وجہ سے اکثر محدثین بظاہر جیسے
خلاف ہے مگر فی الواقع ایسا عمدہ اور مستحسن واقع ہوا ہے کہ نقاد رجال یحیی بن سعید قطان کا یہ قول کہ
ماسمعنا احسن من رای ابی حنیفۃ بیساختہ زبان سے نکلتا ہے۔ فللّٰہ درہ ثم للّٰہ درہ

بخاری شریف

امام بخاری علیہ الرحمہ کو جہر آمین پر بہت بڑا اصرار ہے۔ انکی طرز تحریر سے روشن ہے کہ اپنی طاقت
مین اثبات جہر مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ باب یون منعقد کرتے ہین باب جہر الامام بالتامین
یعنی یہ وہ باب ہے جس سے امام کی آمین بالجہر ثابت ہے۔ ناظرین انصاف ملاحظہ فرمائین کہ جو دلیلین
وہ پیش کرتے ہین ان سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ پہلے تو وہ لکھتے ہین وقال عطاء آمین دعاء یعنی
عطا نے کہا کہ آمین دعا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اثر کو جہر آمین سے کچھ علاقہ نہین بلکہ اس سے آمین بالسر

ثابت ہوتی ہو کیونکہ جب آمین دعا ہو اور اصل دعا کا حکم اخفا ہو تو اصح اخفاے آمین ثابت ہوا مگر
چنانچہ اسکی بحث اوپر تفصیلاً لکھی جا چکی - اس اثر کے بعد بخاری یون تحریر فرماتے ہین امّن ابن
الزبیر ومن وراءہ حتی ان للمسجد للجّة یعنی عبد اللہ بن زبیرؓ اور اُن کے مقتدیون نے اس
زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی - اس تعلیق کو عبد الرزاق نے بسند صحیح اپنے مصنف مین موصول
کیا ہو جس سے یہ بھی ثابت ہو کہ ابن زبیرؓ نے بعد سورۂ فاتحہ کے آمین کہی ہو اس اثر سے بیشک
صراحۃً جہر آمین ثابت ہو مگر اس سے استحباب جہر ثابت نہین ہوتا کیونکہ صحابہ نے بہت سی چیزین
تعلیماً زور سے پڑھی ہین خود ابن زبیرؓ نے بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھا ہی بیہقی نے [عه] معرفۃ السنن
والآثار مین لکھا ہو وروینا عن الازرق بن قیس قال صلیت خلف ابن الزبیر فقرأ فجھر
ببسم اللہ الرحمن الرحیم اور خطیب نے بسند صحیح روایت کی ہو عن بکر بن عبد اللہ المزنی
قال صلیت خلف عبد اللہ بن الزبیر فکان یجھر ببسم اللہ دیکھیے ابن زبیرؓ کا جہر بسم اللہ بھی
ثابت ہو حالانکہ اکثر حضرات بسم اللہ کو بالجہر نہین پڑھتے - پس جو جواب ابن زبیرؓ کے جہر
بسم اللہ کا ہو وہی اُن کے جہر آمین کا ہو - نصب الرایہ مین حافظ زیلعی نے ابن زبیرؓ کے
اثر جہر بسم اللہ کے تحت مین لکھا ہو قال ابن الہادی اسنادہ صحیح لکنہ محمول علی الاعلام
بان قرأتھا سنۃ فان الخلفاء الراشدین کانوا یسرون بھا فظن کثیر من الناس
ان قرأتھا بدعۃ یعنی ابن الہادی نے کہا ہو کہ ابن زبیرؓ کے اثر جہر بسملہ کی سند صحیح ہو لیکن یہ جہر
اسپر محمول ہو کہ لوگون کو اطلاع ہو جائے کہ بسم اللہ کا پڑھنا نماز مین سنت ہو کیونکہ خلفاے راشدین
بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے تھے لوگ یہ سمجھے کہ بسم اللہ کا پڑھنا ہی بدعت ہو **مین کہتا ہون**
کہ یہی تقریر جہر آمین مین بھی جاری ہو کیونکہ خلفا آمین زور سے نہین پڑھتے تھے بہت سے لوگ

[illegible]

ناواقف تھے کہ آمین کہنا چاہیے یا نہین کیونکہ جو چیز آہستہ پڑھی جاتی ہو عام طور پر بغیر تعلیم تعلم لوگ واقف نہین ہوتے اور ناواقفی سے پڑھنا ناجائز سمجھنے لگتے ہین حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس خیال سے کہ لوگ سمجھین کہ بعد ختم سورۂ فاتحہ آمین بھی مستحب ہوا جیسا تا دورسے آمین کہی۔ خلاصہ یہ کہ چونکہ دلائل قویہ سے اخفاے آمین ثابت ہو۔ خلفاے اربعہؓ سے آمین بالجہر ثابت نہین بلکہ حضرت عمرؓ اور علیؓ کا برابر آہستہ آمین پڑھنا ثابت ہو لہذا عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ فعل تعلیم پر محمول ہوگا۔ اور اگر یہ کہیے کہ مقتدیان ابن زبیرؓ نے کیون زور سے آمین کہی تو اسکا جواب یہ ہو کہ ان لوگون نے اپنے امام کا اتباع کیا اُن لوگون کے آمین بالجہر کہنے سے مقتدیون کے لیے آمین بالجہر مستحب نہین ہوسکتی۔ دیکھو کہ امام شافعیؒ کو عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ اثر جسمین اُن کے مقتدیون کا آمین بالجہر کہنا بھی مذکور ہو ہر چند پہونچ گیا تھا اُن کے مسند مین یہ اثر موجود ہو مگر پھر بھی مقتدیون کی آمین بالجہر سے رجوع کی بقول جدید مقتدیون کے حق مین آمین بالسر ہی کے قائل ہو گئے۔ کما مر تحقیقہ اثر ابن زبیرؓ کے بعد امام بخاری لکھتے ہین وکان ابوہریرۃ ینادی للامام لا تفتنی بآمین یعنی ابوہریرہ امام کو پکار کے کہدیا کرتے تھے کہ دیکھو میری آمین فوت نکر دینا۔ عنوان بیان اور بعض روایات بیہقی سے صاف ظاہر ہو کہ جب نماز قائم ہو جاتی تھی اور ابوہریرہؓ کو کسی وجہ سے شریک نماز ہونے مین کچھ توقف نظر آتا تھا اور انکو یہ کھٹکا گزرتا تھا کہ کہین امام سورۂ فاتحہ پڑھ کے اور آمین کہکے دوسرا سورہ شروع نکر دے تو میری آمین کہنے کا محل باقی نرہیگا اسلیے وہ پہلے ہی کہدیا کرتے تھے کہ دیکھو اسطرح پڑھو کہ ختم سورہ فاتحہ کے قبل مین شریک نماز ہو جاؤن ایسا نہو کہ تم جھٹ پٹ نماز شروع کر دو اور ام القرآن پڑھ کے دوسری سورہ پڑھنے لگو کہ میری آمین رہجاے اس اثر سے نفس آمین کی فضیلت اور تاکید نکلتی ہو نہ جہر سے اسکو کچھ علاقہ ہو نہ اخفا سے اسکے بعد امام بخاری لکھتے ہین وقال نافع کان ابن عمرؓ لا یدعہ ویحضہم وسمعت منہ فی ذلک خبرا یعنی نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ آمین کو چھوڑتے نہ تھے اور لوگون کو اسکے کہنے پر رغبت دلایا کرتے تھے اور آمین کے باب مین

اون سے مین نے حدیث مرفوع بھی سنی ہی۔ اور بعض روایت مین خیرا کی جگہ خیر کی روی ہی
جسکا مطلب یہ ہی کہ مین نے ابن عمر سے آمین کہنے کی فضیلت بھی سنی ہی بہرکیف اس اثر سے
لوگ جہر آمین یون ثابت کرتے ہین کہ اگر ابن عمر زور سے آمین نہین کہتے تھے تو نافع کو
کیونکر معلوم ہوا کہ وہ آمین نہین چھوڑتے تھے مین کہتا ہون کہ آمین کہنے کا علم
کچھ جہر پر موقوف نہین کیا ممکن نہین کہ خود ابن عمرؓ نے نافع سے یہ بھی کہا ہو کہ مین برابر
آمین کہا کرتا ہون۔ یہ اثر اثبات جہر مین ایسا ہی جیسا کہ بیہقی نے کتاب المعرفہ مین
جہر بسم اللہ کے ثبوت مین یہ اثر روایت کیا ہی عن نافع انہ کان لا یدع بسم اللہ الرحمن الرحیم
لام القرآن والسورۃ التی بعدھا یعنی نافع سے مروی ہی کہ ابن عمر سورۂ فاتحہ کے لیے
اور اُس سورہ کے واسطے جو بعد ام القرآن پڑھتے تھے بسم اللہ نہین چھوڑتے تھے پس اس
اثر کا جو جواب ہی وہی اُس اثر کا بھی جواب سمجھ لیجیے جہر آمین کے باب مین امام بخاری نے
جتنے آثار نقل کیے ہین انکی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ اُنمین سے اثر ابن زبیرؓ کے سوا کوئی بھی جہر
تامین پر دال نہین۔ بہرکیف اب اُنکی احادیث مرفوعہ لکھی جاتی ہین حدثنا عبد اللہ بن
یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب وابی سلمۃ بن
عبد الرحمن انھما اخبراہ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
یعنی ابو ہریرہؓ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ جسوقت امام
آمین کہے تم بھی آمین کہو فرشتے بھی آمین کہتے ہین جس نے اُنکی موافقت کی اُسکے اگلے
گناہ معاف ہو گئے اِس حدیث سے جہر آمین امام یون نکالتے ہین کہ آپ نے مقتدیون کی
آمین کو امام کی تامین پر مشروط کیا ہی جب تک امام زور سے نہ کہیگا مقتدیون کو آمین امام کا
علم کیونکر ہوگا مین کہتا ہون کہ محدثین نے اَمَّن کے جو معنے لیے ہین وہ تو کسی طرح احناف
کے خلاف نہین امام نووی شافعی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم

واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین فیہ دلالۃ ظاہرۃ لما قالہ
اصحابنا وغیرہم ان تامین الماموم یکون مع تامین الامام لا بعدہ فاذا قال الامام
ولا الضالین قال الامام والماموم معاً آمین وتأولوا قولہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا
امن الامام فامنوا قالوا معناہ اذا اراد التامین لیجمع بینہ وبین ہذا الحدیث اور علامہ
قسطلانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہو ای اذا اراد التامین اور علامہ سیوطی
نے تنویر الحوالک علی موطا الامام مالک میں لکھا ہو والجمہور علے القول الاخیر لکن تاولوا
قولہ اذا امن علی ان المراد اذا اراد التامین لیقع تامین الامام والماموم معاً فلذلک تستحب
فیہ المقارنۃ اور علامہ زرقانی نے شرح موطا میں لکھا ہو فالجمع بین الروایتین یقتضی حمل
امن علے المجاز خلاصہ یہ کہ محدثین نے امّن کے معنے اراد التامین کے لکھے ہین اور اس قسم کے
الفاظ قرآن وحدیث مین جا بجا ہین کقولہ تعالیٰ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ ای اذا اردتم القیام الی
الصلوۃ وفی الحدیث اذا صلے احدکم فلیجعل تلقاء وجہہ شیئًا ای اذا اراد احدکم الصلوۃ
پس جب امّن کے معنی یہ ہوئے کہ امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو ظاہر ہو کہ اس سے جہر امام
ثابت نہین ہونے کا کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جب امام آمین کہنے لگے تو تم بھی آمین کہو
اگر یہ کہیے کہ مقتدیون کو کیونکر معلوم ہوگا کہ امام اب آمین کہنے کا ارادہ کرتا ہی تو اسکا جواب
یہ ہو کہ چونکہ مقتدیون کو پیشتر سے معلوم ہو کہ امام کے لیے بعد ختم سورۂ فاتحہ آمین کہنا مستحب ہی
جب امام ولا الضالین کہکے سکوت کریگا مقتدی سمجھ جائینگے کہ امام اب آمین کہیگا۔ محدث
سندی رحمہ نے حاشیہ بخاری مین لکھا ہو قولہ اذا امن الامام الخ معناہ وقت تامین الامام
امنوا لا یدری وقت التامین عیانًا الا فی الجہر ثم قد یدری فی السر ایضًا بالسکوت
عند قولہ ولا الضالین۔ اب مین کہتا ہون کہ اگر امّن کو مجاز پر محمول کیجیے تو بھی آمین
بالجہر والے حضرات کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جب امام کو آمین
کہتے سنو تو تم بھی آمین کہو اولاً آمین ختم قرأت القرآن کے بعد مشروع نہین بلکہ خارج از صلوۃ

دعا کے بعد بھی اسکا استحباب ابو داود کی روایت سے جسکا بیان آگے آئیگا ثابت ہی پس امام کو
بعد سلام دعا کے ساتھ آمین کہنے کا حق ہی پس جب موضع آمین امام مختلف ثابت ہوئے تو حدیث
مذکور مین تامین سے تامین امام بعد ولا الضالین مراد ہونا غیر ثابت ہی **ثانیاً** اگر ہم تسلیم بھی کرلین
کہ آمین سے وہی آمین مراد ہی جو مابہ النزاع ہی تو اس حدیث سے غایت ما فی الباب علم آمین امام
نکلتا ہی اور سمجھنے کے لیے جہر زائد کی لازم نہین صوت سر سے بھی احیاناً مسموع ہوتی ہی اور جس طرح
آنحضرت کا نماز ظہر مین بعض آیات سانس کھینچ کے اسطرح پڑھنا کہ لوگ سن لیتے تھے ثابت ہی
اسیطرح آپ کا آمین اس طرح سانس کھینچ کے پڑھنا کہ آس پاس والے سن لیتے تھے کما حققہ محقق کر
کچھ مستبعد نہین کہ آنحضرت کی خدمت مین وائل بن حجر ایسے کچھ نئے لوگ آئے ہون آپنے بعد حدیث
ارشاد فرماکے نماز شروع کی ہو جب آپ ولا الضالین پر پہونچے ہون بنظر اسماع آمین کو کچھ سانس
کھینچ کے پڑھا ہو کہ آس پاس والے نمازی سن لین **ثالثاً** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات
تعلیماً آمین بالجہر ہونیکا انکار نہین پس ایسی حالت مین کہ آپ بعض اوقات تعلیماً جہر سے آمین کہتے ہون آپ کا
یہ فرمانا کہ اذا امن الامام فامنوا بے کھٹکے درست ہو جاتا ہی۔ **المختصر** اس حدیث سے غایت
ما فی الباب یہ نکلتا ہی کہ امام کو کبھی آمین بالجہر کہنے کا بھی حق ہی۔ اور یہ تو حنفیہ کہتے ہی ہین کہ بعض
اوقات جہان کے لوگ نماز سے ناواقف ہون امام آمین وغیرہ تعلیماً زور سے کہسکتا ہی۔ **الحاصل**
اس حدیث سے امام کی آمین بالجہر کا استحباب ہرگز ثابت نہین ہوتا یہی وجہ ہی کہ باوجودیکہ یہ
حدیث امام مالکؒ سے مروی ہی مگر پھر بھی وہ امام کے حق مین آمین بالجہر کے قائل نہین ہوئے
فافہم فانہ من مزلۃ الاقدام اس حدیث کے بعد **امام بخاری** رحمہ نے لکھا ہی قال ابن شہاب
وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول آمین یعنی ابن شہاب نے کہا کہ آنحضرت صلعم
آمین کہا کرتے تھے۔ اس حدیث سے جہر کا استدلال یون کیا گیا ہی کہ اگر آپ آمین زور سے
نہین کہتے تھے تو کوئی کیونکر جان سکتا ہی کہ آمین کہا کرتے تھے **مین کہتا ہون** کہ علم کے اسباب
بہت ہین کچھ جہر ہی پر موقوف نہین **ترمذی** مین بسند صحیح مروی ہی عن حذیفۃ انہ صلی

مع النبي صلی الله علیه وسلم فكان يقول في ركوعه سبحان ربي العظيم وفي سجوده
سبحان ربي الاعلى یعنی حذیفہؓ سے مروی ہو کہ انھون نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔
آپ رکوع مین سبحان ربي العظيم اور سجود مین سبحان ربي الاعلى فرماتے تھے۔ صحابہؓ نے
آنحضرت کی ثنا اور تسبیحات تک کا پڑھنا روایت کیا ہو۔ تو کیا آنحضرت یہ سب چیزین
بالجہر ہی پڑھتے تھے۔ المختصر اس حدیث سے استدلال جہر درست نہین اور اگر یہ کہیے کہ قسطلانی
نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہو وقد اخرج السراج هذا الحديث بلفظ وكان رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا قال ولا الضالين جهر بآمين تو اسکا جواب یہ ہو کہ یہ حدیث محض ضعیف ہو حافظ
ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہو وقد روى روح بن عبادة عن مالك في هذا الحديث
قال ابن شهاب وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال ولا الضالين جهر بآمين
اخرجه السراج قطع نظر اسکے کہ مرسل ہو نہ متصل یہ حدیث شاذ کی قبیل سے ہو کیونکہ امام مالک سے
متعدد لوگون نے ابن شہاب کی اس حدیث کو روایت کیا ہو اس طریق کے سوا کسی مین جہر کا
ذکر نہین۔ سب نے یقول آمین روایت کی ہو امام بخاری نے بھی یون ہی روایت کی ہو۔ اور
اس مرسل کو جو بعضون نے موصول کیا ہو اسمین بھی جہر کا ذکر نہین۔ امام مالک جن سے یہ حدیث
روایت کی گئی ہو وہ بھی جہر آمین امام کے قائل نہین پس سراج والی حدیث کے ضعف مین کیا
کلام رہا۔ حدیث ابن شہاب کے بعد امام بخاری یون لکھتے ہین باب فضل التامين حدثنا
عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال اذا قال احدكم امين وقالت الملائكة في السماء امين فوافقت
احدهما الاخرى غفر له ما تقدم من ذنبه ظاہر ہو کہ اس حدیث کو جہر سے کچھ علاقہ نہین البتہ
نفس آمین کی فضیلت ثابت ہوتی ہو۔ امام بخاری نے بھی اس سے جہر کا استدلال نہین کیا ہو
اسکے بعد امام بخاری یون باب منعقد کرتے ہین باب جهر الماموم بالتامين یعنی یہ وہ باب ہو
جس سے مقتدیون کی آمین بالجہر ثابت ہوتی ہو۔ یہ باب منعقد کرکے کہتے ہین حدثنا عبد الله

مسلما عن مالک عن سمی مولی ابی بکر عن ابی صالح السمان عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین
فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ تابعہ محمد بن عمرو
عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعیم المجمر عن ابی ھریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ
آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو کیونکہ
جسکی آمین فرشتون کی آمین سے موافق ہوگی اُسکے اگلے گناہ معاف ہوجائینگے۔ ظاہر ہو کہ
اس حدیث مین جہر کا کچھ ذکر نہین۔ حافظ ابن حجر وغیرہ شارحین نے ترجمۃ الباب کی
مناسبت کے لیے لکھا ہو کہ جب قول مطلق کے ساتھ خطاب کیا جاتا ہو تو جہر پر محمول ہوتا ہو
اور جب آہستہ یا جی مین کہنا مراد ہوتا ہو تو اُسکی قید لگائی جاتی ہو یہان قولوا مطلق ہو مراد
یہ ہو کہ تم زور سے آمین کہو مین کہتا ہون یہ قاعدہ غلط ہو خود صحیحین مین موجود ہے کہ
آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہو قولوا اللھم صل علی محمد الخ یہان بھی قول مطلق ہو تو کیا
درود شریف کو بھی بالجہر پڑھنا چاہیے واذ لیس فلیس تنبیہ آمین کے بارے مین امام بخاری نے
جتنی احادیث و آثار روایت کیے ہین وہ سب لکھے جاچکے نکتہ یہ بات ذرا غور کرنے کی ہو
کہ ہر چند امام بخاری کو کئی لاکھ حدیثین یاد تھین اور جہر آمین پر اُنکو کد بھی تھی۔ ترجمۃ الباب
مین اثبات جہر کا دعوی بھی کیا مگر ایک حدیث بھی ایسی روایت نکی جس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہو
کہ آنحضرتؐ کے زمانے سے لیکر زمانہ خلفاے اربعہؓ تک کسی صحابیؓ نے زور سے آمین کہی ہو۔ البتہ
عبداللہ بن زبیرؓ جو زمانہ وصال نبوی مین کل دس گیارہ برس کے تھے انکا اور اُن کے مقتدیان کا
جہر آمین صراحۃً روایت کیا۔ اور اس جہر کی وجہ مین بیان بھی کر چکا۔ اب ذرا خیال کرنے کی بات ہو
کہ اگر اکثر اوقات آنحضرتؐ نے یا آپکے مقتدیون نے یا خلفاے اربعہؓ نے آمین کو جہر کے ساتھ کہا
ہوتا تو کیا اسکی روایت طشت از بام نہو جاتی حق تو یہ ہو کہ ایک آدھ حدیث کیا بخاری متعدد حدیثین

روایت کرسکتے جن سے صراحۃً جہر ثابت ہوتا جب امام بخاری ایسے امام المحدثین ایک حدیث
بھی پیش نکرسکے تو وہ شخص جسکو نسبت نعمانی و تفقہ فی الدین حاصل ہو سمجھ سکتا ہو کہ آپکی تامین جہر
عام طور پر نہ تھی بلکہ یا تو کبھی آپ نے آمین کو زور سے کہا ہی نہین یا کہا تو احیانًا جو تعلیم پر محمول ہے
بعض حضرات کہہ اٹھتے ہین کہ عدم روایت سے یہ نہین نکلتا کہ امام بخاری کو علی شرطہ آمین بالجہر کی
کوئی صریحی حدیث معلوم نہ تھی سیکڑون حدیثین انھون نے اپنے جامع صحیح مین درج نہین کین
مین کہتا ہون کہ یہ تو مین مانتا ہون کہ بہت سی صحیح حدیثین انھون نے چھوڑ دی ہین مگر
ایسی حالت مین کہ انکو جہر پر ایک قسم کی کد ہو اور ترجمۃ الباب مین زور شور سے اثبات جہر کا
دعویٰ کرین پھر بھی صریحی حدیث ایک بھی نہ لکھ سکین اسکے کیا معنے۔ اگر انکو اپنے شرط کے موافق ایک
حدیث بھی ملتی تو عقل سلیم یہی کہتی ہو کہ ان حدیثون کو نظر انداز کرتے تو کرتے مگر اُس صریحی حدیث کو
ضرور لکھتے۔ صاف بات تو یہ ہو کہ باوجود جد وجہد کے آمین کے جہر صریحی کے باب مین انکو ایک حدیث
مرفوع بھی نہ ملی۔ اسی طرح بجز اثر ابن زبیر دوسرا اثر بھی نہ ملا۔ احادیث صحیحہ علی شرطہ کو جانے دیجیے
سخت تعجب تو یہ ہو کہ رسالہ جزء القراۃ جسمین احادیث ضعیفہ تک موجود ہین اُسمین بھی امام
بخاری نے اس بحث کو چھیڑا ہو مگر بجز ایک حدیث کے جو وائل بن حجر سے مروی ہو کہ جسکو
ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہو جسکی بحث آگے آئیگی اسمین بھی کوئی نئی حدیث نہین لکھی فاعتبروا یا اولی الابصار

صحیح مسلم

امام مسلم نے آمین کے باب مین کوئی نئی حدیث روایت نہین کی اسمین جتنی حدیثین مروی ہین
سب باختلاف بعض الفاظ یا کچھ کمی بیشی کے ساتھ جسکو امر فیہ مین کچھ دخل نہین بخاری شریف مین موجود ہین ان مین
جہر کا دعوی نہین کیا بہرکیف احادیث بخاری کے متعلق جو کچھ مین لکھ آیا وہی احادیث مسلم کیلیے کافی ہو

موطا

موطا ے امام مالک مین بھی کوئی حدیث ایسی نہین جو آمین ہو اور بخاری مین نہو۔ اس مین
دو تین حدیثین وہی ہین جو بخاری مین موجود ہین اور اسمین بھی جہر کا دعوی نہین کیا گیا

ابوداود

سنن ابی داود مین سات حدیثین باب التامین مین مروی ہین پہلی حدیث یہ ہی حدثنا
محمد بن کثیر انا سفین عن سلمۃ عن حجر ابی العنبس الحضرمی عن وائل بن حجر قال کان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا قرء ولا الضالین قال آمین ورفع بہا صوتہ یعنی وائل بن
حجر سے مروی ہی کہ آنحضرت جب ولا الضالین پڑھتے تھے تو زور سے آمین کہتے تھے مین کہتا ہون
کہ اس حدیث سے جہر بالمنازع ثابت نہین ہوتا کیونکہ رفع صوت سری اور رفع صوت جہری دونون
ممکن ہین اگر کوئی شخص آمین بالسر اسطرح سانس کھینچ کے پڑہے کہ آس پاس والے سن لین تو بھی رفع صوت کا
اطلاق ہوسکتا ہی پس ممکن ہی کہ آنحضرت نے تسبیح کی طرح آمین آہستہ کہی ہو مگر ذرا کھینچ کے کہ
آس پاس والون نے سن لی ہو۔ اور اس مطلب کی تائید دوسری حدیثین کما حقہ کرتی ہین چنانچہ نسائی
نے جو روایت عبد الجبار بن العطس ہین انکو اخراج کیا ہی اسکے الفاظ یہ ہین قال آمین فسمعتہ وانا خلفہ
یعنی وائل نے کہا کہ آنحضرت نے آمین کہی اور مین نے اسکو سن لیا اور مین آپ ہی کے پیچھے کھڑا تھا
ان سب قیود سے صاف روشن ہی کہ آنحضرت نے آمین آہستہ پڑھی تھی مگر ذرا سانس کھینچ کے چونکہ
وائل صف اول ہی مین آپ کے پیچھے کھڑے تھے اسوجہ سے انھون نے آپ کی تامین سن لی اور یہی وجہ ہی کہ
سفیان باوجودیکہ رفع صوت کے راوی ہین انکا مذہب آمین بالاخفا کا ہی اور امام بخاری کے استاد
حمیدی نے اپنے مسند مین بسند صحیح ابوہریرہ سے یہ حدیث مرفوع روایت کی ہی اذا قال ولا الضالین
رفع صوتہ وقال آمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول یعنی آنحضرت نے زور سے آمین کہی
حتی کہ صف اول کے ان لوگون نے اسکو سن لیا جو آپ کے آس پاس تھے پس یہ کل حدیثین صاف
کہ رہی ہین کہ وائل کی شرکت کے زمانے مین آنحضرت نے آمین کو اسطرح سانس کھینچ کے کہا تھا کہ
صف اول کے ان لوگون نے جو آنحضرت کے قریب تھے سن لیا تھا چونکہ وائل بھی آنحضرت کے
بہت قریب تھے اور نئے نئے باہر سے آنحضرت کی خدمت بابرکت مین پہنچے تھے آنحضرت کے
حرکات وسکنات پر انکا دھیان تھا۔ کان لگائے تھے آنحضرت کی آمین بالسر کو سن لیا چنانچہ ایسی

قرأت کو کہہ سکتے ہین کہ زور سے پڑھا۔ نہ یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ آہستہ پڑھا یعنی تکبیر کی طرح زور سے نہ پڑھا لہذا وائل بن حجرؓ سے دونون طرح روایت کی **الغرض** وائل بن حجر کی اس حدیث سے آمین بالجہر والے حضرات کا مدعا ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ بلکہ صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے آمین اسطرح سانس کھینچ کے پڑھی تھی کہ آس پاس کے لوگون نے سن لی تھی۔ اور اسقدر زور سے پڑھنا بھی آپ کا صرف بنظر تعلیم تھا کیونکہ وائل بن حجرؓ باہر کے رہنے والے تھے شرف زیارت کی نظر سے حاضر ہوئے تھے۔ جب آنحضرت کا طریقہ یہ تھا کہ نماز مین جہر سے بعض آیتین اسطرح پڑھ دیتے تھے کہ مقتدیون کو مسموع ہو جاتی تھین تو آمین کو قلیلاً اگر بعض اوقات زور سے پڑھ دیا تو کیا مضائقہ اور اس حدیث مین جو لفظ اذا اور کان ہے جس سے لوگ استمرار نکالتے ہین وہ حقیقت مین پچھلے راویون کے الفاظ ہین دوسری حدیثون سے کما حقہ روشن ہے کہ وائل بن حجرؓ کی زبان سے جو کلمات نکلے ہین وہ ان الفاظ سے پاک ہین جن لوگون کو فن حدیث مین مہارت نہین ہوتی وہ جھٹ پٹ اس قسم کے الفاظ سے استمرار و مواظبت ثابت کرنے لگتے ہین اور یہ نہین دیکھتے کہ یہ حدیث جن اور طرق سے مروی ہے انمین کس قسم کے الفاظ ہین۔ اسکے علاوہ کان کا استمرار کے لیے ہونا خود غیر مسلم ہے علامہ محمد ہاشم محدث سندی نے **درہم الصرۃ** مین لکھا ہے صرحوا بان لفظۃ کان لا یستلزم الدوام والاستمرار یعنی لوگون نے اسکی تصریح کردی ہے کہ لفظ کان دوام و استمرار کو مستلزم نہین **دوسری حدیث** یہ ہے حدثنا مخلد بن خالد الشعیری نا ابن نمیر نا علی بن صالح عن سلمۃ بن کہیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر انہ صلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجہر بآمین وسلم عن یمینہ وعن شمالہ حتی رأیت بیاض خدہ یعنی وائل بن حجر سے مروی ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے زور سے آمین کہی اور دہنے بائین اسطرح سلام کیا کہ مین نے آپکے رخسارہ مبارک کی چمک تک دیکھ لی۔ چونکہ آمین جہر کا لفظ ہے آمین بالجہر والے حضرات نہایت فخر سے کہتے ہین کہ صراحۃً آپ کی آمین بالجہر ثابت ہے

مین کہتا ہون کہ یہان راوی نے نقل بالمعنی کی ہی جہر کے بدلے اصل مین رفع صوت ہی
خود ابوداود نے جو پہلی حدیث روایت کی اُسمین رفع صوتہ موجود ہی سلمہ بن کہیل سے کئی
شخصون نے وائل بن حجر کی حدیث روایت کی ہی مگر علی بن صالح کے سوا کسی نے جہر کا لفظ
نہین کہا **ایک شاگرد** سفیان ہین وہ رفع صوت نقل کرتے ہین **بیہقی** نے کتاب المعرفہ مین
لکھا ہی قال الفریابی عن الثوری رفع صوتہ بآمین محمد بن یوسف کے علاوہ سفیان کے
ایک شاگرد محمد بن کثیر ہین اُنھون نے بھی سفیان سے رفع صوت روایت کی ہی ابوداود
اور سنن دارمی مین انکی حدیث موجود ہی اور امام **بخاری** کے رسالہ جزء القرأۃ مین ہی
قال ابن کثیر رفع بہا صوتہ غرضکہ سفیان نے رفع صوت کہا ہی بعض تلامذہ سفیان نے
نقل بالمعنی کرکے مدّ صوت کہا ہی جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ سلمہ بن کہیل کے
دوسرے شاگرد اُن کے بیٹے محمد ہین وہ بھی رفع صوت نقل کرتے ہین **دارقطنی** نے
لکھا ہی لان سفیان الثوری ومحمد بن سلمۃ بن کہیل وغیرہما رووہ عن سلمۃ
فقالوا رفع صوتہ سلمہ بن کہیل کے **تیسرے** شاگرد شعبہ ہین وہ بھی سلمہ سے رافعا بہا صوتہ روایت کرتے ہین کمافی البیہقی
المختصر وائل بن حجر کی حدیث کو سلمہ بن کہیل کے چار شاگرد روایت کرتے ہین اُنمین بجز علی بن
صالح کے کسی نے جہر کا لفظ نہین کہا پس معلوم ہوا کہ اصل مین رفع صوتہ ہے اور صوت سریہ اور
صوت جہریہ دونون کا رفع ممکن ہی کما ہو محققہ اور اگر بالفرض اصل مین جہر کا لفظ بھی ہو تو بھی
مدعا ثابت نہین کیونکہ دو ایک شخص کے بھی سننے کی حالت مین جہر کا اطلاق ہوتا ہی چونکہ آنحضرت
نے اُس دفعہ آمین اسطرح کہی تھی کہ صف اول کے بعض لوگون نے جو آپکے آس پاس تھے
سن لی تھی اسوجہ سے جہر کا لفظ کہا ہی۔ اور اگر بالفرض جہر سے مراد اُسی قسم کا جہر ہی جسطرح
امام تکبیر زور سے کہتا ہی تو اس حدیث مین کان وغیرہ تو ہی نہین جس سے تعدد اوقات نکلے
غایۃ ما فی الباب آنحضرت کا بعض اوقات آمین بالجہر کہنا ثابت ہوگا چونکہ تعلیماً جہر سے پڑھنا اور
چیزون کا بھی ثابت ہی اور آمین کا آہستہ مستحب ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت ہی لہذا آپکا جہر بھی تعلیم پر محمول کیا جاویگا

تیسری حدیث یہ ہی حدثنا نصر بن علی انا صفوان بن عیسے عن بشر بن رافع
عن ابی عبد اللہ بن عم ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ رض قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اذا تلا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتے یسمع من یلیہ من الصف
الاول یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو آمین
کہتے یہانتک کہ پہلی صف کے وہ لوگ جو آنحضرت کے قریب ہوتے سن لیتے **مین کہتا ہون**
کہ اگرچہ یہ حدیث بوجہ بشر بن رافع فی نفسہ ضعیف ہی مگر بوجہ متابعت حسن لغیرہ کا حکم رکھتی ہی
مسند حمیدی مین بسند صحیح مروی ہی جسکا ذکر اوپر گزرا اور علامہ **زرقانی** نے شرح موطا مین
لکھا ہی وللحمیدی من طریق سعید المقبری ولابی داود من روایۃ ابی عبد اللہ بن عم
ابی ہریرۃ کلاہما عن ابی ہریرۃ نحوہ بلفظ اذا قال ولا الضالین رفع صوتہ وقال
آمین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول جب ابو داود کی اس حدیث کا حسن لغیرہ ہونا
مین نے ثابت کر دیا تو اب مین کہتا ہون کہ اس حدیث سے تو عین میرا مدعا ثابت ہی کہ آنحضرت تسبیحات
کی طرح آہستہ آمین کہتے تھے مگر ذرا سانس کھینچ کے کہ آس پاس والے سن لیا کرتے تھے۔ اگر آنحضرت
نماز جہریہ مین تکبیر وغیرہ کی طرح زور سے کہتے ہوتے تو ابو ہریرہ حتے یسمع من یلیہ من الصف
الاول نہ کہتے کما لا یخفے علے من لہ ادنی درایۃ اور اگر یہ کہیے کہ ابن ماجہ کی روایت مین یہ بھی ہی
فیرتج بہا المسجد تو مین کہتا ہون کہ بوجہ تفرد وضعف راوی جسکا بیان احادیث ابن ماجہ مین
آئیگا یہ ٹکڑا منکر ہی بوجہ نکارت یہ حدیث صحیح پر زیادت کی صلاحیت نہین رکھتا زیادتی ثقہ کی
معتبر ہی نہ غیر ثقہ کی فافہم فان ھذا المقام من مزلۃ الاقدام **چوتھی حدیث** کا مضمون
یہ ہی کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو اسکی بحث احادیث بخاری کے ضمن مین
گزر چکی **پانچوین حدیث** کا مضمون یہ ہی کہ جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اسکی
بحث بھی گزر چکی **چھٹی حدیث** یہ ہی حدثنا اسحق بن ابراہیم بن راھویہ انا وکیع
عن سفیان عن عاصم عن ابی عثمن عن بلال انہ قال یا رسول اللہ لا تسبقنی بآمین

یعنی بلال رضؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے چھوڑ کر آپ آمین نہ کہئیے میں کہتا ہون کہ اس سے جہر آمین
ثابت نہیں ہوتا۔ بلالؓ کو کبھی شریک نماز ہونے میں کچھ توقف نظر آیا ہوگا تو اس خیال سے کہ کہین
آنحضرت سورۂ فاتحہ پڑھ کے آمین کہکے دوسری سورہ شروع نکردین تو میری آمین کا محل فوت
ہوجائے اُنھون نے آنحضرت سے یہ درخواست کی ہوگی کہ آپ اسطرح نماز ادا کیجیے کہ قبل ختم سورۂ فاتحہ
مین داخل صف ہوجاؤن۔ ایسا نہو کہ آپکی آمین میرے شریک ہونے کے پہلے ہی ادا ہوجائے۔
ظاہر ہو کہ اس مضمون کو آمین بالجہر یا آمین بالسر سے کچھ علاقہ نہیں اور بعضون نے جو یہ لکھا ہو کہ
آنحضرت اگر زور سے آمین نہیں کہتے تھے تو بلال کو کیونکر معلوم ہوا کہ آپ آمین کہتے ہین یہ باطل ہو
کیونکہ آنحضرت کا بعد ولا الضالین لوگون کو آمین کہنے کی ترغیب دینا۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ امام
بھی آمین کہتا ہو اور خود آپ کا بعض اوقات اسطرح آمین کہنا کہ آس پاس والے سن لیتے تھے محدثین
سے ثابت ہو تو اگر بلالؓ کو باوجود آمین بالسر معلوم ہو کہ آنحضرت آمین کہا کرتے ہین تو کیا جائے استبعاد
ہو علم کے لیے کچھ جہر لازم نہیں **ساتوین حدیث** یہ ہو حدثنا الولید بن عتبة الدمشقی و
محمود بن خالد قالا نا الفریابی عن صبیح بن محرز الحمصی حدثنی ابو مصبح المقرائی قال
کنا نجلس الی ابی زهیر النمیری وکان من الصحابة فیتحدث احسن الحدیث فاذا دعا
الرجل منا بدعاء قال اختمه بآمین فان آمین مثل الطابع علی الصحیفة قال ابو زهیر اخبرکم
عن ذلک خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات لیلة فاتینا علی رجل قد الح
فی المسألة فوقف النبی صلی الله علیه وسلم یستمع منه فقال النبی صلی الله علیه وسلم
اوجب ان ختم فقال رجل من القوم بای شئ یختم فقال بآمین فانه ان ختم بآمین فقد
اوجب فانصرف الرجل الذی سال النبی صلی الله علیه وسلم فاتی الرجل فقال اختم یا فلان
بآمین وابشر یعنی ابو مصبح سے مروی ہو کہ ہم لوگ ابو زہیر صحابی کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور وہ
عمدہ عمدہ باتین بیان کیا کرتے تھے۔ اور ہم لوگون مین جب کوئی دعا مانگنے لگتا تو وہ کہتے کہ تم اسکو
آمین پر ختم کرنا کیونکہ آمین ایسی چیز ہو جیسے صحیفے پر مہر ہوتی ہو اور ابو زہیر نے کہا کہ مین تمکو اسکی

خبر کیے دیتا ہون - ایک شب ہم لوگ آنحضرت کے ساتھ نکلا ایک ایسے شخص پر گزر ہوا کہ وہ بالحاح دعا مانگ رہا تھا پس آنحضرت ٹھہر گئے اور کان لگا کر سننے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ واجب ان ختم ایک مرد نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کس چیز کے ساتھ ختم کرے آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ دعا آمین پر ختم کی تو واجب کر لی وہ پوچھنے والے بزرگ دعا کرنے والے کے پاس گئے اور کہا اے فلان تم اس دعا کو آمین پر ختم کرنا - مین تمکو مبارکباد دیتا ہون - اس حدیث سے دعا کو آمین پر ختم کرنے کا استحباب ثابت ہوا - ظاہر ہو کہ اسکو جہر و عدم جہر سے کچھ علاقہ نہین - جیسے سنن ابو داؤد کی ساتون حدیثین ہو چکین

ترمذی شریف

ترمذی نے پہلے باب یون منعقد کیا ہو باب ماجاء فی التامین اسکے بعد یہ حدیث روایت کی ہو حدثنا بندار نا یحیی بن سعید وعبد الرحمن بن مهدی قالا حدثنا سفیان عن سلمة بن کهیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم قرء غیر المغضوب علیهم ولا الضالین وقال آمین ومد بها صوته ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہو اسکے معنی یہ ہین کہ وائل بن حجر نے کہا کہ مین نے سنا کہ آنحضرت نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور آمین کہی اور مد صوت کیا - اس حدیث کے متعلق بحث ابو داود کی حدیثون مین گزر چکی اسمین بجاے رفع بها صوته مد بها صوته مروی ہو - دونون کا مطلب ایک ہو آواز کھینچ کے پڑھنے سے جہر بالنزاع ثابت نہین ہوتا - ہم تو کہتے ہی ہین کہ وائل کی حاضری کے زمانے مین آنحضرت نے آمین بالسر کو تعلیماً اسطرح آواز کھینچ کے پڑھا تھا کہ صف اول کے اُن لوگون تک یہ آواز پہونچ گئی تھی جو آپ کے آس پاس کھڑے تھے چونکہ وائل آنحضرت کے قریب کھڑے تھے انھون نے آپ کی تامین سن لی - وائل کی غرض اس واقعے کے بیان سے نفس تامین کا استحباب ثابت کرنا مقصود ہو - وائل کی اس حدیث کے متعلق پوری بحث اوپر گزر چکی تنبیہ ترمذی کی اس حدیث مین جو لفظ مد ہو حقیقت مین نقل بالمعنی ہو اصل مین رفع ہو اور مد کی صورت مین ایک اور مطلب بھی ہو سکتا ہو مین اوپر ثابت کر چکا کہ آمین بالمد فصیح ہو علامہ واحدی نے

یمد بہا صوتہ سے مدّ آمین کا استدلال کیا ہو۔ امام نووی نے **تہذیب الاسماء واللغات**
مین لکھا ہو قال الامام المتبحر الواحدی فی اول کتابہ البسیط فی آمین لغات المدّ وھو المستحب
لما روی عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فاذا قال ولا الضالین
قال آمین یمد بہا صوتہ۔ اسی طرح اور لوگون نے بھی لکھا ہو کہ امی قال آمین بالمد مگر جو کہ دوسری
روایتون سے ثابت ہو کہ یہان مد صوت کے معنے زور سے کہنے کے ہین اسکے علاوہ یہ معنے کہ آپ
آمین بالمد کہتے تھے نہ آمین بالقصر لفظا انکو مساعد نہین بلکہ ظاہر معنی یہی ہین کہ آپ آمین کی آواز کو
کھینچ کے کہتے تھے لہذا علامہ واحدی وغیرہ کا قول مجھے پسند نہین بہرکیف ترمذی کی حدیث
سے جہر نزاعی ثابت نہین ہوتا۔ اِس حدیث کی تحسین کرنیکے بعد ترمذی نے یہ کہا ہے
وبہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن
بعدھم یرون ان یرفع الرجل صوتہ بالتامین ولا یخفیھا وبہ یقول الشافعی واحمد واسحٰق
یعنی بہت سے اہل علم مین صحابہ اور تابعین وغیرہم مین اسکے قائل ہین کہ آمین بآواز بلند پڑھے
اخفا نکرے امام شافعی اور احمد اور اسحاق بھی اسی کے قائل ہین۔ ترمذی کے اِس قول سے لوگ
نکالتے ہین کہ بہت سے صحابہؓ قائل جہر تھے **مین کہتا ہون** کہ ترمذی نے اجتہادا کہا ہو ورنہ کسی
حدیث سے یہ ثابت نہین کہ صحابہؓ نماز مین آمین بالجہر کہا کرتے تھے بلکہ حضرت عمرؓ وغیرہ کا ترک جہر
بسند حسن صراحۃ مروی ہو۔ اُن حدیثون کی روایت کرنے سے جن سے جہر استنباط کرتے ہین
یہ لازم نہین آتا کہ اُسکے راوی بھی بالجہر پڑھتے ہون دیکھو سفیان ثوری حدیث رفع صوت کے
راوی ہین مگر وہ آمین بالاخفا کے قائل ہین۔ خلاصہ یہ کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہین کہ کسی
صحابیؓ کا یہ مسلک ہو کہ آمین زور سے کہنا چاہیے ہان ابن زبیرؓ اور اُن کے مقتدیون کی تامین
بالجہر ثابت ہو۔ جہر احیانا سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اُنکا مذہب یہ تھا کہ آمین بالجہر افضل ہو۔
حضرت عمرؓ سے جہر تعلیما ثابت ہو تو کیا یہ کہا جائیگا کہ استحباب جہر تعلیما کے قائل تھے۔ غرضکہ ترمذی کا
یہ قول محض اجتہادی ہو نقل مذاہب مین ترمذی سے بعض جگہ فاحش خطا ہوگئی کما لا یخفی علی الماہرین

اس قول کے بعد شعبہ کی حدیث جھس پر امام بخاری کے اعتراضات نقل کیے ہین اور حدیث
مدّ صوت کی نسبت ابو داؤد کی ترجیح و تصحیح نقل کی ہو ان سب باتون کا جواب اصحاب بحث
اخفاے آمین مین لکھا جا چکا اور حدیث آمین بالاخفا کا صحیح ہونا دار قطنی و طحاوی براہین قاطعہ سے گذر چکا
ان سب مباحث کے بعد مجہری نے اذا امن الامام فامنوا کی حدیث پر روایت کی ہو جسکے متعلق بحث گذر چکی

نسائی شریف

نسائی مین کوئی ایسی حدیث باب اثبات مین نہین جسکا اوپر ذکر گذرا ہو نسائی نے بھی اثبات جہر کا
دعوی کیا ہو احادیث بخاری کا جو جواب ہو وہی یہان بھی ہو البتہ نسائی نے دو تین حدیثین غیر ابواب آمین
مین روایت کی ہین جو بخاری وغیرہ مین نہین اور انکی سے لوگ جہر آمین نکالتے ہین - باب جہر ببسم اللہ
مین ہو اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم عن شعیب حدثنا اللیث حدثنا خالد عن
ابن ابی ھلال عن نعیم المجمر قال صلیت وراء ابی ھریرۃ فقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم قرء
بام القرآن حتی اذا بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال آمین فقال الناس آمین و
یقول کلما سجد اللہ اکبر واذا قام من الجلوس فی الاثنتین قال اللہ اکبر واذا سلم قال والذی
نفسی بیدہ انی لاشبہکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نعیم مجمر نے کہا کہ مین نے
ابو ہریرہؓ کے پیچھے نماز پڑھی اُنھون نے بسم اللہ پڑھی پھر سورۂ فاتحہ یہانتک کہ غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین تک پہنچے پھر آمین کہی اور لوگون نے بھی آمین کہی اور ابو ہریرہؓ جب سجدہ کرتے
تو اللہ اکبر کہتے اور جب اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے - پھر بعد سلام کہا کہ قسم ہو اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری
جان ہو بیشک میری نماز آنحضرت کی نماز کے ساتھ نہایت ہی مشابہ ہو - دار قطنی و بیہقی وغیرہ نے اسکی
تصحیح کی ہو - لوگ اس سے جہر آمین یون نکالتے ہین کہ ابو ہریرہؓ اور اُن کے مقتدیون نے زور سے
آمین نہین کہی تو نعیم مجمر کو اسکا علم کیونکر ہوا **اسکا جواب** وہی ہو جو بخاری کی حدیثون مین گذرا
کسی چیز کا مسموع ہونا جہر پر دال نہین - نماز سریہ مین خود آنحضرت سے بعض آیتین مسموع ہو جاتی تھین
آج بھی بعض اوقات بعضے اسطرح ثنا وغیرہ پڑھتے ہین کہ آس پاس والے سن لیتے ہین نعیم مجمر ابو ہریرہؓ

کے پاس کھڑے ہو گئے انھون نے کہا آمین کو ذرا سانس کھینچ کے پڑھا ہوگا لہذا انکو بھی پیروی کی
تا مین مسیح ہو گئی - اور بغل والون کی آمین بالسر بین لیتا تو کچھ بڑی بات نہین المختصر یہ اثر
جہر آمین پر دال نہین غالباً یہی وجہ ہو کہ نسائی نے ہر چند اثبات جہر آمین کا دعوی کیا ہو مگر اس اثر کو نہ
باب جہر بسم اللہ مین ذکر کیا نہ باب الجہر بالتامین مین لکھا و عند اللہ اعلم بالصواب جو لوگ بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے
ہین اور آمین کو جہر کے ساتھ اور سند مین یہ اثر پیش کرتے ہین ان کو چاہیے کہ بسم اللہ بھی زور سے
پڑھین کیونکہ اس اثر مین یہ بھی مذکور ہو کہ نعیم مجمر نے یہ بھی کہا ہو فقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم
بسم اللہ کے بارے مین تاویلین کرنا اور آمین کا خواہ مخواہ جہر نکالنا کونسا انصاف ہو - بہر کیف یہ اثر
تو ہو چکا - اب نسائی نے باب رفع الیدین حیال الاذنین مین جو حدیث روایت کی ہو وہ ملاحظہ ہو
اخبرنا قتیبۃ حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال صلیت
خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما افتتح الصلوۃ کبر و رفع یدیہ حتی حاذتا اذنیہ
ثم یقرء بفاتحۃ الکتاب فلما فرغ منہا قال آمین یرفع بہا صوتہ یعنی عبد الجبار نے اپنے باپ
روایت کی ہو کہ اُنھون نے کہا کہ مین نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ نے نماز شروع کی
تو تکبیر کہی اور کانون تک ہاتھ اٹھائے پھر سورۂ فاتحہ پڑھی اور زور سے آمین کہی مین کہتا ہون کہ اولاً
یہ حدیث ضعیف ہو کیونکہ عبد الجبار کو سماع عن ابیہ ثابت نہین کما سیجئی ثانیاً رفع صوت سے آمین بالجہر
بالتزام ثابت نہین ہوتی بالخصوص ایسی حالت مین کہ خود نسائی نے عبد الجبار کی حدیث کو باب
قول المأموم اذا عطس خلف الامام مین یون روایت کیا ہو اخبرنا عبد الحمید بن محمد حدثنا مخلد حدثنا
یونس بن ابی اسحق عن ابیہ عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال صلیت خلف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلما کبر رفع یدیہ اسفل من اذنیہ فلما قرء غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین قال آمین فسمعتہ وانا خلفہ الخ یعنی عبد الجبار نے اپنے باپ وائل بن حجر سے
روایت کی ہو کہ اُنھون نے کہا کہ مین نے آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھی پس جب تکبیر کہی تو اپنے دونون
ہاتھ اسفل اذنین تک اٹھائے اور جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی پس مین نے

آپ کی آمین سن لی اور مین آپکے پیچھے کھڑا تھا دیکھو اس حدیث سے دو باتین بخوبی مطلب مستفاد
ہوتی ہین ایک تو یہ کہ وائل بن حجر صف اول مین آنحضرت کے قریب تھے دوسرے آنحضرت نے
آمین بالسر کہی تھی مگر اس طرح سانس کھینچ کے کہی تھی کہ آپکے قریب والون تک آواز پہونچ گئی تھی
اگر آنحضرت نے تکبیر وغیرہ کی طرح زور سے آمین کہی ہوتی تو وائل بن حجر کو اس کہنے کی ضرورت
نہین ہوتی فسمعتہ وانا خلفہ یعنی آپنے آمین جو کہی مین نے اسکو سن لیا اور مین آپکے پیچھے کھڑا تھا

سنن ابن ماجہ

ابن ماجہ نے بھی اثبات جہر با آمین کا دعوی کیا ہے پہلے تو دو حدیثین لکھی ہین جو بخاری شریف مین
موجود ہین جنکا جواب اوپر گذر چکا تیسری حدیث یون روایت کی ہے حدثنا محمد بن
بشار ثنا صفوان بن عیسے ثنا بشر بن رافع عن ابی عبد اللہ بن عم ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ
قال ترک الناس التامین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین قال آمین حتے یسمعہا اہل الصف الاول فیرتج بہا المسجد یعنی ابو ہریرہؓ نے
کہا کہ لوگون نے آمین کہنا چھوڑ دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین پڑھ چکتے تو آمین کہتے یہانتک کہ اسکو پہلی صف والے سنتے اور آپکی آمین کی آواز
سے مسجد گونج جاتی مین کہتا ہون کہ یہ حدیث محض ضعیف ہے ہرگز قابل احتجاج نہین - اسمین
جو بشر بن رافع ہین بہتیرے محدثین نے انکی تضعیف کی ہے - انپر جروح مبہمہ کے علاوہ جرح مفسر
بھی ہوئی ہے علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین لکھا ہے کہ بخاری نے کہا ہے لا یتابع فے
حدیثہ امام احمد حنبل نے کہا ہے ضعیف ابن معین نے کہا ہے حدث بمناکیر نسائی نے کہا ہے
لیس بالقوی ابن حبان نے کہا ہے یروی اشیاء موضوعۃ کانہ المتعمد لہا - اور حافظ

[illegible]

ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین پہلے بہت سے محدثین کی جرحین نقل کرکے لکھا ہے
وقال ابن عبد البر فی الکنی ھو ضعیف عندھم منکر الحدیث وقال فی کتاب الانصاف
اتفقوا علی انکار حدیثه وطرح ما رواہ وترك الاحتجاج به لا یختلف علماء الحدیث
فی ذلك پس اِن اقوال سے کما حقہٗ ثابت ہے کہ بشر بن رافع ضعیف ہین یہی وجہ ہے کہ حافظ
ابن حجر نے تقریب مین جس مین اصح اور اعدل قول لکھنے کا وعدہ کیا ہے انہین انکو ضعیف الحدیث
لکھا ہے المختصر ابن ماجہ کی یہ حدیث بشر بن رافع کی وجہ سے ضعیف ٹھہری لہذا علامہ عینی نے
بنایہ مین اس حدیث کی نسبت لکھا ہے وھو حدیث ضعیف وفی اسنادہ بشر بن رافع
ضعفه البخاری والترمذی والنسائی واحمد وابن معین اور یہ حدیث ایک دوسری
وجہ سے بھی ضعیف ہے وہ یہ کہ بشر بن رافع نے اسکو عبد اللہ بن عم ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے
اور ابن حبان نے اگرچہ توثیق کی ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین مقبول لکھا ہے مگر بہتیرے
محدثین نے لکھا ہے کہ انکا حال معلوم نہین ہوتا کہ کون ہین اور کیسے ہین ابن قطان نے اپنی کتاب
مین لکھا ہے ابو عبد اللہ ھذا لا یعرف حاله ولا روی عنه غیر بشر والحدیث لا یصح من اجله
اور امام فن علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین لکھا ہے ابو عبد اللہ الدوسی عن
ابی ھریرۃ لا یعرف ما حدث عنه سوی بشر بن رافع پس ابن ماجہ کی اس حدیث کا دوسری
وجہ سے بھی ضعیف ہونا ثابت ہو گیا۔ امام المحدثین حافظ مغلطائی نے بھی شرح ابن ماجہ مین
اس حدیث کو انھین دونون راویون کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کہ وہ لکھتے ہین ھذا حدیث
ضعّفٌ بامرین الاول بشر بن رافع النجرانی ابو الاسباط الحارثی الی قوله الثانی
بابی عبد اللہ بن عم ابی ھریرۃ فانه مجھول لا یعرف اسمه ولا حاله ولا روی عنه غیر
بشر وبه ردّ ابو الحسن بن القطان ھذا الحدیث۔ اب ابن ماجہ کی اس حدیث کے ضعیف
ہونے مین کیا کلام رہا۔ آب مین کہتا ہون کہ بشر بن رافع کے حق مین جن لوگون نے

[illegible]

حدیث شاذ بھی ہے اور حدیث منا کیر کی جنس کی ہے غریب کا ہے یہ ٹکڑا یعنی حتی یرتج بہا المسجد کا ٹکڑا ہی
محض منکر ہے مسند حمیدی مین جو یہ حدیث بطریق سعید مقبری عن ابی ہریرہ بسند صحیح
مروی ہے اسمین یہ ٹکڑا نہین کما مر اور ابو یعلی موصلی اور ابو داود کے روایت مین بھی یہ جملہ
نہین حالانکہ وہ حدیث بشر بن رافع ہی سے مروی ہے اب اس حدیث کے منکر ہونے مین کیا کلام ہے
اور لطف تو یہ ہے کہ کہان تو یہ قید لگائی جاتی ہے کہ صف اول والون سے سنا اور وہ بھی کون لوگ جو
آنحضرت کے قریب کھڑے تھے اور کہان یہ کہا جاتا ہے کہ مسجد گونج جاتی تھی ھذا لشئ عجاب چوتھی
حدیث یہ ہے حدثنا عثمن بن ابی شیبة ثنا حمید بن عبد الرحمن ثنا ابن ابی لیلی عن سلمة
بن کہیل عن حجیة بن عدی عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال
ولا الضالین قال آمین یعنی حضرت علیؓ نے کہا کہ مین نے آنحضرت کو وقت پڑھنے ولا الضالین کے
آمین کہتے ہوئے سنا۔ اور طبری نے تہذیب الآثار مین اس حدیث کو بروایت علیؓ
یون روایت کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قال ولا الضالین قال آمین و
مد بہا صوته مین کہتا ہون کہ اولاً یہ حدیث ہی ضعیف ہے ابن ماجہ اور ابو جریر طبری دونون
کی سند مین ابن ابی لیلی واقع ہوئے ہین انکا حافظہ نہایت ہی خراب تھا ترمذی نے کتاب العلل مین
لکھا ہے سمعت احمد بن الحسن یقول سمعت احمد بن حنبل یقول ابن ابی لیلی لا یحتج به اور
حافظ ذہبی نے میزان مین لکھا ہے قال ابو زرعة لیس بالقوی ما یکون وقال احمد مضطرب
الحدیث وقال شعبة ما رأیت اسوء من حفظه وقال یحیی القطان سیئ الحفظ جدا وقال
یحیی بن معین لیس بذاک وقال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی ردی الحفظ کثیر الوہم
وقال ابو احمد الحاکم عامة احادیثه مقلوبة اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین لکھا ہے صدوق
سیئ الحفظ جدا ثانیاً سماع حجیہ کا حضرت سے جو راوی الزراع ثابت نہین ہوتا کما مر واذا پانچوین
حدیث یہ ہے حدثنا محمد بن الصباح وعمار بن خالد الواسطی قالا حدثنا ابو بکر بن عیاش
عن ابی اسحق عن عبد الجبار بن وائل عن ابیه قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ فلما قال

ولا الضالین قال آمین فسمعناها منه یعنی وائل بن حجر نے کہا کہ مین نے آنحضرت کے ساتھ
نماز پڑھی جب آپ پڑھتے ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی اور مین نے یہ کلمہ آپ سے سن لیا مین
کہتا ہون کہ اولاً یہ حدیث بھی ضعیف ہو ترمذی نے کتاب الحدود مین لکھا ہو علقمۃ بن
وائل بن حجر سمع من ابیہ وھو اکبر من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار بن وائل لم یسمع
من ابیہ یعنی علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے سنا ہو اور وہ عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہین اور عبد الجبار
نے اپنے باپ سے نہین سنا ہو۔ اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین لکھا ہو
قال اسحٰق بن منصور عن ابن معین ثبت ولم یسمع من ابیہ شیئاً اور تقریب مین لکھا ہو
عبد الجبار بن وائل بن حجر ثقۃ لکنہ ارسل عن ابیہ اسی طرح بہت سے محدثین نے سماع سے انکار
کیا ہو بلکہ بعضون نے لکھا ہو کہ وہ اپنے باپ کی وفات کے چھ مہینے بعد پیدا ہوئے تھے ترمذی نے
کتاب الحدود مین لکھا ہو سمعت محمداً یقول عبد الجبار بن وائل بن حجر لم یسمع من ابیہ
ولا ادرکہ یقال انہ ولد بعد موت ابیہ باشہر اور تہذیب التہذیب مین ہو قال
ابو داود عن ابن معین مات ابوہ وھو حمل اور انساب سمعانی مین ہو ابو محمد
عبد الجبار بن وائل بن حجر الکندی یروی عن امہ وعن ابیہ وھو اخو علقمۃ ومن
زعم انہ سمع اباہ فقد وھم لان وائل بن حجر مات وامہ حامل بہ ووضعتہ بعدہ
بستۃ اشھر مؤلف کہتا ہو کہ عدم سماع عبد الجبار عن ابیہ بہت صحیح ہو مگر یہ قول کہ وہ اپنے
باپ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے غلط ہو بلکہ عدم سماع کی وجہ یہ ہو کہ انکے لڑکپن ہی مین انکے
باپ نے انتقال کیا تھا ابوداود نے باب رفع الیدین مین روایت کی ہو حدثنا عبید اللہ
بن عمر ثنا عبد الوارث بن سعید ثنا محمد بن جحادۃ حدثنی عبد الجبار بن وائل
بن حجر قال کنت غلاماً لا اعقل صلوۃ ابی فحدثنی وائل بن علقمۃ عن ابی وائل بن حجر
قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور طحاوی نے روایت کیا ہو حدثنا
ابن ابی داؤد قال حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا محمد بن جحادۃ

قال حدثنی عبد الجبار بن وائل بن حجر قال کنت غلاما لا اعقل صلوۃ ابی فحدثنی وائل بن علقمۃ عن ابی وائل بن حجر قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا سجد وضع وجہہ بین کفیہ یعنی کہا عبد الجبار بن وائل نے کہ مین لڑکا تھا مجھے اپنے باپ کی نماز کا تو کچھ خیال نہین کہ کسطرح پڑھا کرتے تھے مگر وائل بن علقمہ نے میرے باپ وائل بن حجر سے روایت کی کہ انھون نے کہا کہ مین نے آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بین الکفین سجدہ کیا۔ اس حدیث سے دو باتین مستفاد ہوئین ایک تو یہ کہ عبد الجبار اپنے باپ کی وفات کے پہلے پیدا ہو چکے تھے دوسرے یہ کہ اسوقت یہ محض لڑکے تھے پس لوگون کا یہ کہنا کہ اپنے باپ کے وفات کے بعد پیدا ہوئے باطل ٹھہرا۔ بزار نے اس حدیث کی نسبت عجب بات لکھی ہے۔ حافظ ابن حجر نے **تہذیب التہذیب** مین لکھا ہے نص ابوبکر البزار علی ان القائل کنت غلاما لا اعقل صلوۃ ابی ہو علقمۃ بن وائل لا اخوہ عبد الجبار یعنی بزار نے کہا ہے کہ کنت غلاما الخ کا قائل اصل مین علقمہ ہے نہ اسکا بھائی عبد الجبار۔ راوی کو وہم ہوگیا کہ علقمہ کے بدلے عبد الجبار کہدیا **مین کہتا ہون** کہ بزار کا یہ خیال محض غلط ہے وہم راوی کی کوئی دلیل نہین **اولاً** حدیث سے خوب ثابت ہے کہ علقمہ باپ کے زمانے مین سن تمیز کو پہونچ گئے تھے وہ لا اعقل صلوۃ ابی کیونکر کہہ سکتے ہین **ثانیاً** علقمہ یہ کیونکر کہہ سکتے ہین فحدثنی وائل بن علقمۃ۔ راوی سے اگر وہم ہوا ہے تو یہ ہوا ہے کہ علقمہ بن وائل کے عوض وائل بن علقمہ کہدیا ہے۔ حافظ **ابن حجر** نے تقریب مین لکھا ہے وائل بن علقمۃ عن وائل بن حجر وعنہ عبد الجبار صوابہ عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ **المختصر** یہ قول تو غلط ہے کہ عبد الجبار اپنے باپ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔ عجب نہین کہ انکا کوئی بھائی اپنے باپ کے وفات کے بعد پیدا ہوا ہو اور لڑکپن مین مرگیا ہو جسکا ذکر کتب رجال مین نہین غلطی سے اسی کی پیدایش کا حال کسی نے علقمہ کی طرف اور کسی نے عبد الجبار کی طرف منسوب کردیا ہے۔ تہذیب التہذیب مین انکی ماں کو ام یحیی لکھا ہے عجب کیا کہ یحیی ہی پیدا ہوئے ہون جو کہ بعد وائل کی وفات کے بعد

کوئی لڑکا پیدا ہوا ہو یا نہوا ہو مگر عبد الجبار اپنے باپ کے حین حیات پیدا ہو گئے تھے اور اپنے
باپ کے زمانے مین کچھ لڑکے تھے اسیوجہسے انکو سماع نصیب نہوا کہین تو بواسطہ علقمہ وغیرہ
روایت کرتے ہین اور کہین بغیر واسطہ حذف کرتے ہین تو عن کے ساتھ استعمال کرتے ہین کہین
سمعت ابی حدثنی نہین کہا جس سے سماع ثابت ہو الحاصل عبد الجبار کو سماع من ابیہ چونکہ
حاصل نہین اسوجہسے ابن ماجہ کی یہ حدیث منقطع ٹھہری حافظ **مغلطائی** نے شرح ابن ماجہ
مین اس حدیث کی نسبت لکھا ہو هذا حديث منقطع فيما بين عبد الجبار وابيه
رہا اس حدیث کا مضمون وہ کچھ میرے خلاف نہین کما مر **چھٹی حدیث** یہ ہو
حدثنا اسحٰق بن منصور اخبرنا عبد الصمد بن عبد الوارث ثنا حماد بن سلمة
ثنا سهيل بن ابی صالح عن ابيه عن عايشة عن النبی صلے الله عليه وسلم قال ما حسدتكم
اليهود على شئ ما حسدتكم على السلام والتامين یعنی عایشہ سے مروی ہو کہ آنحضرت نے
ارشاد فرمایا کہ یہود جسقدر سلام اور آمین کی وجہسے تمپر حسد کرتے ہین ویسا کسی چیز پر حسد
نہین کرتے **ساتوین حدیث** یہ ہو حدثنا العباس بن الوليد الخلال الدمشقی ثنا
مروان بن محمد وابو مسهر قالا حدثنا خالد بن يزيد بن صبيح المرى ثنا طلحة
بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما حسدتكم
اليهود على شئ ما حسدتكم على آمين فاكثروا من قول آمين
یعنی ابن عباس سے مروی ہو کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہود جسقدر آمین کی وجہسے
تمپر حسد کرتے کسی اور چیز کی وجہسے اتنا حسد نہین کرتے تم لوگ آمین زیادہ کہا کرو **مین
کہتا ہون** کہ چھٹی حدیث مین جو حماد بن سلمہ اور سہیل بن ابی صالح واقع ہوئے ہین ان
دونون کا آخر عمر مین حافظہ متغیر ہو گیا تھا **تقریب** مین ان دونون کی نسبت بعد
تعدیل لکھا ہو تغیر حفظه بآخره مگر حافظ **منذری** نے کتاب الترغیب مین اس حدیث
کی نسبت کہا ہو رواه ابن ماجة باسناد صحيح اور حافظ **مغلطائی** نے شرح ابن ماجہ مین لکھا ہو

هذا حديث صحيح على رسم مسلم اور ساتوین حدیث مین طلحہ بن عمرو واقع ہوئے ہین جو متروک الحدیث
ہین – ابن ماجہ کے سوا اصحاب صحاح ستہ نے ان سے کوئی حدیث روایت نہین کی علامہ ذہبی نے
میزان مین لکھا ہو ضعفه ابن معين وغيره وقال احمد والنسائي متروك الحديث
وقال البخاري وابن المديني ليس بشيء غرضکہ یہ حدیث فی نفسہ ضعیف ہو مگر چونکہ طرق مختلفہ سے
مروی ہو لہذا حسن لغیرہ کا حکم رکھتی ہو بہرکیف ان دونون حدیثون مین اگرچہ آمین فی الصلوٰۃ
کی قید نہین مگر امام احمد کی روایت مین یون آگیا ہو دخل قولنا خلف الامام آمین اور طبرانی
نے اسکو یون روایت کیا ہو وقولهم خلف امامهم آمین ان دونون روایتون سے صاف
ظاہر ہو کہ آمین سے وہی آمین فی الصلوٰۃ مراد ہو رہے ان حدیثون کے مضمون وہ ہمارے کچھ
خلاف نہین ان سے نفس آمین کی فضیلت ثابت ہوتی ہو ان سے جہر آمین کا استدلال صحیح نہین کیونکہ
اہل کتاب و اہل اسلام دونون مین بہت کچھ آمد و رفت تھی ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرتے
تھے مسلمانون نے تذکرۃً ان کے چڑھانے کو کہا ہوگا کہ ہم لوگ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین بھی کہتے ہین
چونکہ آمین ایک متبرک کلمہ ہو اور سورۂ فاتحہ مین مَغضُوبِ عَلَیهِم سے یہود مراد ہین یہود کو حسد و بغض
پیدا ہوا ہوگا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی ہوگی کہ یہود اس کلمے سے حسد کرتے ہین آپ نے
یہ حدیث ارشاد فرمائی ہوگی اور مسلمانون کو اکثار آمین کی تحریک کی ہوگی الختصر علم کے لیے کچھ
ضرور نہین کہ یہود مسلمانون کو اپنے کانون سے آمین کہتے ہوئے سنین کما لا یخفی علی من له ادنی
مسكة في الفهم والدراية ابن ماجہ کی کل حدیثین ہوچکین فالحمد لله على ذلك

تکملہ

الحمد للہ کہ مین نے صحاح ستہ مع موطا کی حدیثین پیش کرکے ثابت کردیا کہ کسی حدیث صحیح سے صراحۃً
آنحضرت کا آمین بالجہر تکبیر وغیرہ کی طرح کہنا ہرگز ثابت نہین۔ اب مین ان جوامع و مسانید کی حدیثین
مع اسناد نقل کرتا ہون جنکے دیکھنے کو لوگون کی آنکھین ترستی ہین اور جن سے آمین بالجہر والے جہر کا
استدلال کرسکتے ہین ہین ایسے محدثانہ اصول کے ساتھ انکی کیفیت ظاہر کیے دیتا ہون کہ انشاء اللہ تعالی

پہر کچھ قسم نماز ہیگا ایک حدیث ہے جو اسحق بن راہویہ نے اپنے مسند مین روایت کیا ہے

اخبرنا النضر بن شمیل ثنا هارون الاعور عن اسمعیل بن مسلم عن ابی اسحق عن ابن ام
الحصین عن امه انها صلت خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما قال ولا الضالین
قال آمین فسمعته وهی فی صف النساء یعنی ام الحصین سے مروی ہے کہ انہون نے آنحضرت کے
پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی اور ام الحصین نے باوجودیکہ عورتون کی
صف مین تھین آپ کی آمین سنی الخ مین کہتا ہون کہ یہ حدیث محض ضعیف ہے اس مین اسمعیل بن مسلم ہے
جو واقع ہوئے ہین وہ منکر الحدیث و متروک ہین۔ علامہ ذہبی نے تہذیب مین لکھا ہے
قال ابو زرعة بصری ضعیف سکن مکة وقال احمد وغیره منکر الحدیث وقال س وغیره
متروک اور خلاصہ تذہیب مین ہے ضعفه ابن المبارک وقال احمد منکر الحدیث
اس حدیث کو طبرانی نے بھی الحصین کی طریق سے روایت کیا ہے علامہ شوکانی نے
نیل الاوطار مین لکھا ہے وعن ام الحصین عند الطبرانی فی الکبیر وفیه اسمعیل بن مسلم المکی
وهو ضعیف دوسری حدیث یہ ہے دارقطنی نے اپنے سنن مین روایت کی ہے
حدثنا محمد بن اسمعیل الفارسی ثنا یحیی بن عثمان بن صالح ثنا اسحق بن ابراهیم حدثنی
عمرو بن الحارث حدثنی عبد الله بن سالم عن الزبیدی حدثنی الزهری عن ابی سلمة
وسعید عن ابی هریرة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من قراءة ام القرآن رفع
صوته وقال آمین هذا اسناد حسن اور حاکم نے مستدرک مین یون روایت کیا ہے
اخبرنا ابو احمد بکر بن محمد الصیرفی بمرو قال حدثنا ابو الاحوص محمد بن الهیثم
القاضی قال حدثنا اسحق بن ابراهیم بن العلاء الزبیدی قال اخبرنی عمرو بن الحارث
عن عبد الله بن سالم عن الزبیدی قال اخبرنا الزهری عن ابی سلمة وسعید عن
ابی هریرة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من ام القرآن رفع صوته

[illegible]

وقال امین ابو عبد اللہ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ بھذا اللفظ اور
بیہقی نے بھی اس حدیث کو کتاب المعرفۃ مین ابو عبد اللہ حاکم سے بسند مذکور روایت کیا ہی
اور ابن قیم نے حاکم کی اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہو کہ اعلام الموقعین مین لکھتے ہین
رواہ الحاکم باسناد صحیح اس حدیث کے معنی یہ ہین کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ آنحضرت جب ام القرآن
کی قرأت سے فارغ ہوتے تھے تو آواز کھینچ کے آمین کہتے تھے - علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی نے
سبل السلام شرح بلوغ المرام مین اس حدیث کی نسبت لکھا ہو والحدیث حسّنہ الترمذی و صححہ الحاکم اھ
مین کہتا ہون کہ اولاً یہ حدیث ہی ضعیف ہو حاکم وغیرہ کی تصحیح محض بیکار ہو ثانیاً اسکا مضمون
حنفیہ کے کچھ خلاف نہین - اس حدیث کے کل طرق مین اسحٰق بن ابراہیم بن علاء زبیدی واقع
ہوئے ہین جنکو ابن زبریق بھی کہتے ہین تقریب مین لکھا ہو یھم کثیرا اور تہذیب التہذیب
مین لکھا ہو روی الآجری عن ابی داؤد ان محمد بن عوف قال ما اشک ان اسحٰق بن زبریق
یکذب اور میزان الاعتدال مین لکھا ہو اسحٰق بن ابراہیم بن علاء الزبیدی الحمصی
بن زبریق عن بقیۃ وجماعۃ روی عنہ البخاری فی کتاب الادب لہ وابو حاتم وابو اسحاق
الجوزجانی واخرون قال یحیی بن عمرو بن المصری قال ابو حاتم لا باس بہ سمعت ابن معین
یثنی علیہ وقال النسائی لیس بثقۃ وقال ابو داؤد لیس بشئ وکذبہ محدث حمص محمد بن
عوف الطائی جب انکو کسی نے کثیر الوہم اور کسی نے غیر ثقہ اور کسی نے لیس بشئ اور کسی نے جھوٹا کہا ہو
صحاح ستہ مین ان سے کوئی حدیث مروی نہین تو انکی روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہو اور دارقطنی کی
حدیث تو اور بھی ضعیف ہو تحسین دارقطنی کسی طرح صحیح نہین کیونکہ زبیدی کے علاوہ اس سند مین یحییٰ بن عثمان
بھی راوی ہین جو ضعیف ہین - حافظ علاء الدین نے الجوہر النقی مین لکھا ہو قلت فیہ یحیی بن عثمان قال
ابن ابی حاتم تکلموا فیہ وفی الکاشف للذہبی لہ ما ینکر فیہ وشیخہ اسحاق الزبیدی قال ابو داؤد
لیس بشئ وقال النسائی لیس بثقۃ وکذبہ محمد بن عوف الطائی محدث حمص اھ بعلاوہ
حدیث مذکور کے کچھ خلاف نہین ہو نہ صرف مدّ مین بالجہر یا بالاعلان ثابت نہین ہوتی ہم خود کہتے ہین

کہ آنحضرت تعلیماً امین بالسر کو کبھی کبھی بقدر اسماع کھینچ کے پڑھ دیتے تھے کہ آس پاس والے سُن
لیتے تھے۔ خود بخاری کے استاد **حمیدی** کی روایت میں یسمعہ من یلیہ من الصف الاول
کی قید موجود ہے جس سے رفع صوت کی حد متعین ہو گئی ہے پس صاحب سبل السلام کا یہ قول کہ یہ حدیث
شافعیہ کے لیے حجب بنیہ ہے باطل ہو گیا مجھے نہایت افسوس ہے کہ رفع صوت سے اکابر محدثین کو بہت بڑا
دھوکا ہوا یہ خیال نہیں کیا کہ سند صحیح سے رفع صوت کی کہاں تک حد ثابت ہوتی ہے **تیسری حدیث**
یہ ہے۔ حاکم نے **مستدرک** میں روایت کی ہے حدثنا ابوبکر احمد بن سلمان الفقیہ ببغداد
ثنا الحسن بن مکرم البزار ثنا روح بن عبادۃ ثنا شعبۃ ح واخبرنی عبدالرحمن بن الحسن القاضی
بہمدان ثنا ابراہیم بن الحسین ثنا آدم بن ابی ایاس ثنا شعبۃ عن عاصم بن سلیمان عن ابی عثمان
النہدی یحدثہ عن بلال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تسبقنی بآمین ھذا حدیث
صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ وابو عثمن النہدی مخضرم قد ادرک الطبقۃ الاولی من
الصحابۃ۔ اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی سے فرمایا کہ تم مجھسے پہلے
آمین نہ کہا کرو۔ اس حدیث سے جہر یون استنباط کیا جاتا ہے کہ بصورت ترک جہر سبقت کی ممانعت کے
کیا معنے **میں کہتا ہوں** کہ حاکم نے اگرچہ اس حدیث کی صحت کا بیان بحد مبالغہ کیا ہے کہ اسکو
علی شرط الشیخین قرار دیا ہے مگر حقیقت میں یہ حدیث بوجہ اضطراب فی المتن معلول و ضعیف ہے کیونکہ
عاصم کے کئی تلامذہ اسکا اکثر روایت کرتے ہیں یعنی بلال نے آنحضرت سے کہا کہ لا تسبقنی بآمین
ابوداؤد میں ہے حدثنا اسحق بن ابراہیم بن راہویہ انا وکیع عن سفیان عن عاصم عن
ابی عثمن عن بلال انہ قال یا رسول اللہ لا تسبقنی بآمین اور **مصنف ابن ابی شیبہ**
میں ہے حدثنا ابوبکر قال حدثنا حفص عن عاصم عن ابی عثمن قال قال بلال یا رسول اللہ
لا تسبقنی بآمین اور **مسند امام احمد** میں ہے حدثنا عبداللہ قال حدثنی ابی ثنا اسمعیل بن
فضیل ثنا عاصم عن ابی عثمن قال قال بلال یا رسول اللہ لا تسبقنی بآمین اور یہ حدیث بھ

ہلز بکسر قش بکسر بکسر فتح بالکسر بکسر بکسر الف بکسر بالفتح [illegible]

بتوسط سلمان مروی ہو اسمین بھی یہی مضمون ہو طبرانی نے معجم کبیر مین روایت کی ہو
حدثنا محمد بن العباس الاخرم الاصبهانی ثنا احمد بن یحیی الصوفی ثنا سعید بن
عمرو الاشعثی ثنا سفین بن عیینة عن سلیمان التیمی عن ابی عثمان عن سلمان ان
بلالا قال للنبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم لا تسبقنی بآمین بلکہ خود شعبہ سے بھی اسطرح
مروی ہو جیسے مسند امام احمد حنبل مین ہو حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا محمد بن
جعفر ثنا شعبة عن عاصم الاحول قال شعبة کتب الیّ عن ابی عثمن قال قال بلالؓ للنبی
صلی الله علیه وسلم لا تسبقنی بآمین پس حاکم کی حدیث بوجہ اضطراب ضعیف ثابت ہو گئی
رہی یہ بات کہ اصل مین کسطرح مروی ہو تو اگرچہ روایت حاکم کی متابعت طبرانی وغیرہ مین موجود
ہو مگر بوجہ کثرت طرق یہ ثابت ہوتا ہو کہ حقیقت مین بلالؓ نے آنحضرتؐ سے کہا تھا کہ لا تسبقنی
بآمین یعنی یا رسول اللہ آپ مجھسے آمین پر سبقت نکر جایئے اور ظاہر ہو کہ بلالؓ کا یہ مطلب تو
ہو نہین سکتا کہ وہ آپ کو پہلے آمین کہنے سے منع کرین اور اسکی خواہش کرین کہ مین پہلے یا آپکے
ساتھ آمین کہون بلکہ اُنکا مطلب یہ ہو کہ ایسا نہو کہ میری آمین فوت ہو جائے کیونکہ محل آمین
بعد ختم سورۂ فاتحہ ہو پس اگر کوئی شخص قبل ختم سورۂ فاتحہ داخل نماز نہوگا تو اُسکی آمین
فوت ہو جاویگی۔ بلالؓ کو کبھی داخل نماز ہونے مین توقف لگ گیا ہوگا اُنھون نے کہا ہوگا
کہ یا رسول اللہ اسطرح پڑھیے کہ مین قبل ختم سورۂ فاتحہ داخل نماز ہو جاؤن ایسا نہو کہ مین
ہنوز شریک نہون اور آپ سبقت کر جائین۔ اور میری آمین فوت ہو جائے بلالؓ کا یہ قول
ایسا ہو جیسا کہ ابو ہریرہؓ کا قول لا تفتنی بآمین ہو چوتھی حدیث یہ ہو مسند امام احمد
مین ہو حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا اسود بن عامر ثنا شریک عن ابی اسحاق عن علقمة
بن وائل عن ابیه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یجهر بآمین یعنی وائل سے
مروی ہو کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے آمین کہتے سنا مین کہتا ہون کہ اولا

[illegible]

یہ حدیث بوجہ اختلاط فی العقل حماد و ہام شریک ضعیف ہے میزان الاعتدال مین تیرہ سے
محدثین کی جرح مین منقول ہین اور یہ بھی قال معویہ بن صالح سالت احمد عن شریک
فقال کان عاقلا صدوقا محدثا وکان شدیدا علی اهل الریب والبدع قدیم السماع من
ابی اسحق فقلت له اسرائیل اثبت منه قال نعم قلت یحتج به قال لا تسالنی عن رائے
فی هذا قلت فاسرائیل یحتج به قال ای لعمری۔ امام بخاری نے جامع صحیح مین انسے روایت
نہین کی البتہ مسلم نے متابعۃً روایت کی ہے ثانیاً یہ وائل بن حجرؓ کی حدیث ہے جسکی بحث اوپر گذر چکی
جہر سے مراد وہ جہر ہے کہ صف اول کے قریب کے لوگ سن لین بعد مین اس امر کو اچھی طرح ثابت کر چکا ہون کہ
ثالثاً اس سے بعض اوقات آنحضرت کا آمین بالجہر کہنا نکلتا ہے اور ہمکو بعض اوقات آنحضرت کے تعلیماً
آمین بالجہر سے انکار نہین **پانچوین حدیث** اسی مسند امام احمد مین ہے حدثنا عبد الصمد حدثنی
ابی ثنا یحیی بن ابی بکیر ثنا زهیر ثنا ابو اسحق عن عبد الجبار بن وائل عن ابیه قال رأیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یضع یده الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ قریبا من الرسغ ویرفع یدیه حین
یوجب حتی یبلغا اذنیه وصلیت خلفه فقرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال آمین یجهر
یعنی کہا وائل بن حجرؓ نے کہ مین نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز مین دہنا ہاتھ بائین پر پہونچے
کے قریب رکھتے ہین اور تکبیر تحریمہ کے وقت کانون تک ہاتھ اٹھاتے ہین اور آپ کے پیچھے مین نے
نماز پڑھی آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور زور سے آمین کہی **مین کہتا ہون**
کہ اولاً یہ حدیث دو وجہون سے ضعیف ہے ایک تو بوجہ ابو اسحق سبیعی کہ آخر مین انکی عقل مین اختلاط ہو گیا
تھا زہیر کو بعد اختلاط سماع حاصل ہوا ہے **میزان الاعتدال** مین زہیر کے ترجمے مین امام احمد کا
یہ قول نقل کیا ہے فی حدیثه عن ابی اسحق لین سمع منه باخرة اور ابو زرعہ کا یہ قول لکھا ہے
ثقة الا انه سمع من ابی اسحق بعد الاختلاط دوسرے عبد الجبار کو اپنے باپ سے سماع حاصل نہین
جیسا کہ ابن حجر کی حدیث مین اسکی تحقیق کما حقہ لکھی جا چکی ثانیاً عبد الجبار سے جہر کا لفظ نہین کہا ہے
کسی راوی نے نقل بالمعنی کیا ہے کیونکہ نسائی مین ابو اسحق کے بیٹے سے عن ابی اسحق عن عبد الجبار

یون مروی ہو قال آمین فسمعته وانا خلفه اور ابن ماجہ مین ابو بکر بن عیاش سے عن ابی اسحق
عن عبد الجبار یہ حدیث یون روایت ہو قال آمین فسمعناها منه ثالثاً اگر جہر کا لفظ بھی اصل
روایت مین ہو تو جہر سے مراد وہ جہر ہو جو سانس کی حرکت سے آس پاس والون کو مسموع ہو جاتی ہو یا تھا
اگر جہر سے وہی جہر مراد ہو جیسا کہ تکبیر وغیرہ مین ہوا کرتا ہو تو یہ واقعہ اتفاقی ہو تعلیماً آنحضرتؐ سے
جہر آمین سے مجھے انکار نہین ہو واضح ہو کہ یہ کوئی نئی حدیث نہین یہ وہی وائل بن حجر کی حدیث ہو
جو جا بجا اوپر گزر چکی اور جو مختلف طور پر مروی ہو کسی مین مد صوت کسی مین رفع صوت کسی مین جہر کا
لفظ ہو اور کسی مین اخفے بہا صوته اور کسی مین خفض بہا صوته اور کسی مین قال آمین فسمعته
وغیرہ ہو جنکے ملانے اور تطبیق دینے سے صاف نکلتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وائل بن
حجر کی شرکتِ نماز کے زمانے مین ہرگز آمین کو تکبیر کی طرح جہر سے نہین کہا تھا بلکہ اسطرح آپ نے
سانس کھینچ کے زور سے کہا تھا کہ آپ کے آس پاس والون نے سن لیا تھا - چونکہ وائل صف
اول مین آنحضرتؐ کے بہت ہی قریب کھڑے ہوئے تھے انھون نے آپ کی آمین سن لی کما مر اولاً
چوتھی حدیث یہ ہو **ابن ابی شیبہ** نے اپنے مصنف مین روایت کی ہو حدثنا وکیع قال حدثنا
مطر قال سمعت عکرمة یقول ادرکت الناس ولهم رجة فی مساجدهم بآمین اذا قال الامام
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مین نے لوگون کو پایا کہ جسوقت
انکا امام غیر المغضوب علیہم الضالین کہتا تو انکی مسجدین انکی آمین کی شور سے گونج جاتی تھین
مین کہتا ہون کہ اوّلاً یہ اثر محض ضعیف ہو مطر جو اسکا راوی ہو وہ منکر الحدیث اور متہم ہو
علامہ **ذہبی** نے میزان الاعتدال مین لکھا ہو مطر بن المیمون المحاربی الاسکاف عن انس
بن مالک وعکرمة وعنه عبید الله بن موسی ویونس بن بکیر قال البخاری وابو حاتم والنسائی
منکر الحدیث الخ اور **تہذیب التہذیب** مین لکھا ہو قال البخاری وغیرہ منکر الحدیث
وسئل البیاری عنه فجعل یضحک اور حافظ **ابن حجر** نے تقریب مین لکھا مطر بن المیمون
المحاربی الاسکاف ابو خالد الکوفی متروک من الخامسة ثانیاً بعض صحابہ کی تعلیماً آمین بالجہر

سے انکار نہین ساتوین حدیث مسند امام شافعی مین ہو اخبرنا مسلم بن خالد عن ابن
جریج عن عطاء قال کنت اسمع الائمة وذکر ابن الزبیر ومن بعدہ یقولون آمین ومن
خلفه آمین حتی ان للمسجد للجة یعنی عطا سے مروی ہو کہ مین نے ابن زبیر اور جو لوگ اُن کے بعد
امام ہوئے اُنکو اور اُنکے مقتدیون کو اسطرح زور سے آمین کہتے ہوئے مین سنتا تھا کہ مسجد گونج جاتی تھی
اس اثر سے ابن زبیرؓ کے علاوہ اور ائمہ کا بھی آمین بالجہر کہنا ثابت ہوتا ہو مین کہتا ہون کہ یہ
اثر بھی محض ضعیف ہو مسلم بن خالد جن سے امام شافعی نے یہ اثر روایت کیا ہو وہ ضعیف ہین کذا قال
الحافظ العینی فی البنایة اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال مین لکھا ہو مسلم بن خالد
الزنجی المکی الفقیه ابو خالد مولی بنی مخزوم عن ابی ملیکة والزهری وعمرو وابن کثیر
وعنه الشافعی والحمیدی ومسدد وخلق قال ابن معین لیس به باس وقال مرة ثقة وقال
مرة ضعیف وقال الساجی کثیر الغلط کان یری القدر وقال البخاری منکر الحدیث وقال ابو حاتم
لا یحتج به وضعفه ابو داؤد والجواد اور تقریب مین اسکو کثیر الاوہام لکھا ہو المختصر یہ اثر ضعیف ہو
اب دیکھو کہ اثر ابن زبیر کو اور لوگون نے کسطرح روایت کیا ہو عبد الرزاق نے اپنے مصنف مین
روایت کیا ہو انا ابن جریج عن عطاء قال قلت له اکان ابن الزبیر یؤمن علی اثر ام القران قال
نعم ویؤمن من وراءه حتی ان للمسجد للجة ثم قال امین دعاء یعنی ابن جریج نے کہا کہ مین نے
عطا سے پوچھا کہ آیا ابن زبیرؓ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتے تھے کہا ہان اور اُنکے پیچھے کے لوگ بھی
کہتے تھے یہانتک کہ مسجد گونج جاتی تھی پھر کہا کہ آمین دعا ہو۔ دیکھو اس اثر مین جو بسند صحیح مروی ہو
یہ مذکور نہین کہ ابن زبیرؓ کے بعد جو ائمہ ہوئے وہ بھی آمین بالجہر کہتے تھے۔ اور امام بخاری نے تعلیقاً
اسکو یون روایت کیا ہو قال عطاء امین دعاء وامن ابن الزبیر ومن وراءه حتی ان للمسجد للجة
یعنی عطا نے کہا کہ امین دعا ہو اور ابن زبیرؓ اور اُنکے پیچھے کے لوگون نے اس زور سے آمین کہی کہ مسجد
گونج گئی۔ اس روایت سے بھی صرف اسقدر نکلا کہ ابن زبیرؓ اور اُن کے مقتدیون نے باواز بلند آمین
کہی تھی اور مجھے بعض صحابہ کے قطعاً آمین بالجہر سے انکار نہین۔ ابن زبیر نے اس خیال سے کہ لوگ

واقف ہو جاوین کہ بعد سورہ فاتحہ آمین کہنا مستحب ہو آمین زور سے کہی صحابہ سے اور چیزون
بھی زور سے پڑھو دی ہین جیسے ابن زبیرؓ نے بسم اللہ کو بالجہر پڑھا اور حضرت عمرؓ نے اہل بصرہ
کی تعلیم کے لیے ثنا کو زور سے پڑھا تاکہ سیکھی جیسا صحابہ بلکہ خود جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ کبھی کبھی اُن چیزون کو جنکو آہستہ پڑھنا چاہیے تعلیماً زور سے پڑھ دیا
کرتے تھے تو ایسی حالت مین آمین کا آہستہ پڑھنا دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے ثابت ہو ابن زبیرؓ کا
آمین بالجہر کہنا تعلیم ہی پر محمول ہوگا ان تعلیم پر اُسوقت محمول نہو کہ انکا ہمیشہ زور سے پڑھنا
ثابت ہو امام بخاری کی روایت سے عدم ثبوت آخر ظاہر ہو رہی عبد الرزاق کی روایت تو
اس سے ثابت ما فی الباب تعدد اوقات نکلتا ہو نہ دوام و استمرار - اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ ابن زبیرؓ
ہمیشہ زور سے آمین کہا کرتے تھے تو انکا اجتہاد تھا کہ جہر کو مستحب سمجھے کچھ مستبعد نہین کہ
ایک آدھ بار آنحضرت کو آمین زور سے پڑھتے ہوئے سنکر یہ سمجھے ہون کہ اسکو جہر کے ساتھ پڑھنا
مسنون ہو - ابن زبیرؓ کی آمین بالجہر سے یہ ہرگز نہین نکلتا کہ آنحضرت زور سے آمین پڑھا کرتے تھے
کیونکہ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ انکو آنحضرت کی صحبت کتنے دن اور کس زمانے مین ہوئی ہو اور خلفاے
اربعہ کا عمل کسطرح تھا - اسماء الرجال سے خوب ثابت ہو کہ ابن زبیرؓ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوے
تھے آنحضرت کی وفات کے زمانے مین کل دس گیارہ برس کے تھے ایک تو لڑکپن کا زمانہ دوسرے
ظاہر ہو کہ آنحضرت کے ساتھ کم نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہوگا بخلاف حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے
کہ یہ دونون کس پایہ کے لوگ تھے سفر و حضر مین آنحضرت کے ساتھ رہے - برسون آپکے ساتھ
نمازین پڑھین جب انکا ترک جہر آمین باسناد صحیح ثابت ہو تو اس سے ترک جہر آنحضرت صاف
ثابت ہو کیونکہ یہ ممکن ہی نہین کہ آنحضرت جس شے کو زور سے پڑھا کرین یہ لوگ اسکے خلاف کرین
ترک جہر مین تو ان دونون کے اجتہاد کا بھی احتمال نہین ہوسکتا بخلاف جہر ابن زبیرؓ کے کہ اجتہاد
کا احتمال باقی رہیگا اور ہم یہ تقریر بطریق تنزل تھی کہ ابن زبیرؓ کا جہر دوامی و استمراری تسلیم کر لیا گیا ہو
مگر اصل بات یہ ہو کہ انکا برابر زور سے آمین کہنا ثابت ہی نہین ہو ان کا یا تا انکا زور سے کہنا

ثابت ہو جسکو تعلیم پر محمول کرنا چاہیے - یہان سے مقتدیون کی آمین بالجہر وہ خالتباً دیکھا دیکھی تھی جب مقتدیون نے دیکھا کہ امام نے زور سے آمین کہی تو اتباعاً للامام اُن لوگون نے بھی زور سے کہدی - مقتدیان ابن زبیرؓ کے جہر آمین سے مقتدیون کے حق مین استحباب جہر ثابت نہین ہوتا یہی وجہ ہو کہ امام شافعیؒ باوجودیکہ اثر ابن زبیرؓ کے راوی ہین مقتدیان ابن زبیرؓ کے جہر آمین کو کافی نہ سمجھے اور چار ان مین کے بعد مقتدیون کے حق مین آمین بالاخفا کے قائل ہوئے اور اپنے قدیم قول سے رجوع کی **آٹھوین حدیث** بیہقی نے **سنن کبری** مین روایت کی ہو اخبرنا ابو یعلی حمزۃ بن عبد العزیز الصیدلانی قال انبانا ابو بکر محمد بن الحسین القطان ثنا احمد بن منصور المروزی ثنا علی بن الحسن بن شقیق انبانا ابو حمزۃ عن مطرف عن خالد بن ابی نوف عن عطاء قال ادرکت مأتین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا المسجد اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سمعت لہم رجۃ بآمین یعنی عطا سے مروی ہو کہ مین نے اس مسجد مین دو سو صحابہ کو پایا کہ جب امام نے ولا الضالین کہا تو اُن لوگون نے آمین کا ایک شور مچایا - اس اثر کو روایت کر کے **بیہقی** نے لکھا ہو ورواہ اسحٰق الحنظلی عن علی بن الحسن وقال رفعوا اصواتہم بآمین **مین کہتا ہون** کہ رفع اصوات کے اثر کو **ابن حبان** نے کتاب الثقات مین بعض ترجمہ خالد بن ابی نوف یون روایت کی ہو حدثنا عبد اللہ بن محمد ثنا اسحٰق بن ابراہیم ثنا علی بن الحسن ثنا ابو حمزۃ السکری عن مطرف بن طریف عن خالد بن ابی نوف عن عطا بن ابی رباح قال ادرکت مأتین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا المسجد یعنی المسجد الحرام اذا قال الامام ولا الضالین رفعوا اصواتہم بآمین بیہقی اور ابن حبان دونون کے سلسلۂ اسناد مین خالد بن ابی نوف واقع ہوئے ہین پہلے انکا ترجمہ ملاحظہ ہو - ابن حبان نے **کتاب الثقات** مین لکھا ہو خالد بن

اثر سند ... ابن حبان ... سنان ... ابن حبان ... ابن زبیر ...

ابی نوف من اہل سجستان یروی عن عطاء بن ابی رباح روی عنہ مطرف بن طریف
انکے بعد یہی اثر مذکور لکھا ہی اور حافظ ابن حجر نے **تہذیب التہذیب** مین لکھا ہی
خالد بن ابی نوف السجستانی وقیل ہو خالد الشیبانی الذی یروی عن ابن عباس مرسلا
قالہ ابو حاتم روی عن سلیمان بن ایوب وقیل بینہما محمد بن اسحق وعن عطاء بن
ابی رباح والنعمان صاحب ابن عمر والضحاک بن مزاحم وعنہ مطرف بن طریف ویونس
بن ابی اسحق قال ابو حاتم یروی ثلاثۃ احادیث مراسیل وذکرہ ابن حبان فی الثقات
وقد تقدم قول البخاری فی ترجمۃ خالد بن کثیر یعنی انہ ہو ہو انتہی اور حافظ ذہبی نے
کاشف مین لکھا ہی خالد بن ابی نوف عن الضحاک وعطاء وعنہ مطرف بن طریف
ویونس بن ابی اسحق اور **خلاصہ** مین لکھا ہی (س) خالد بن ابی نوف بفتح النون
السجستانی بجیم عن ابن عباس مرسلا وعن عطاء وعنہ یونس بن ابی اسحق انتہی
ان عبارات سے چند باتین مستفاد ہوتی ہین ایک تو یہ کہ خالد ابن ابی نوف کون ہین اسمین
محدثین کا اختلاف ہی کسی نے خالد سجستانی کسی نے خالد شیبانی کسی نے خالد ہمدانی قرار دیا ہی
دوسرے نسائی کے سوا اصحاب ستہ مین سے کسی نے انکی حدیث روایت نہین کی - اور نسائی
نے جو روایت کی ہی وہ صرف ایک حدیث ہی جو باب ذکر بیر بضاعہ مین مروی ہی تیسرے
باوجود قلیل الحدیث ہونے کے ابن عباس سے تین حدیثین مرسل روایت کی ہین جس سے
نکلتا ہی کہ انکی عادت تدلیس کی ہی چوتھے ابن حبان کے سوا کسی اور نے انکی توثیق ثابت نہین
ورنہ حافظ ابن حجر دوسرون کی تعدیلات سے اغماض نہ کرتے - اور ابن حبان نے بہتیرے
راویون کو جو مجروح وضعیف ہین کتاب الثقات مین داخل کر دیا ہی چنانچہ اسحق بن ابراہیم
بن علاء زبیدی کو جو مجروح وضعیف ہین اور جنکی تضعیف اوپر گزر چکی کتاب الثقات مین
داخل کر دیا ہی - اسی وجہ سے صرف توثیق ابن حبان پہ محدثین کو چندان اعتماد نہین ہی یہی وجہ ہی
کہ امام ذہبی نے **کاشف** مین تعدیل سے سکوت کیا اور حافظ ابن حجر نے **تقریب** مین

جسمین اسے صحیح اور اصل قول لکھنے کا وعدہ کیا ہو۔ خالد بن ابی نوف کا تقریب مین لکھا ہو خالد بن ابی نوف
بفتح النون مقبول من السادسة قیل ھو خالد السجستانی الذی یرسل عن ابن عباس وقیل ھو
ابن کثیر الھمدانی۔ دیکھیے انکو مقبول لکھا ہو اور جس راوی کے حق مین یہ کلمہ اطلاق کرتے ہین انکی
حدیث بغیر متابع ضعیف رہتی ہو چنانچہ حافظ ابن حجر نے دیباچہ تقریب مین اس اصطلاح کی تصریح
کر دی ہو کہ السادسة من لیس له من الحدیث الا القلیل ولم یثبت فیه ما یترك حدیثه من
اجله والیه الاشارة بلفظ مقبول حیث یتابع والا فلین الحدیث اب دیکھنا چاہیے کہ خالد بن
ابی نوف کے سوا کسی دوسرے نے بھی دو سو صحابہ کا آمین بالجہر کہنا روایت کیا ہو یا نہین تو بجز انکے
اس اثر کو کوئی روایت نہین کرتا انکا کوئی متابع نہین پس عدم متابعت کی وجہ سے یہ اثر ضعیف
ٹھہرا۔ دوسرے انکی روایت عطاء سے اگرچہ لوگون نے لکھی ہو مگر کہین انکی روایت مین سمعت
یا حدثنی کا لفظ نہین جو سماع پر دال ہو غالبًا اثر مذکور سے ابن حبان وغیرہ نے روایت کی
باب مین وہ کلمات لکھے ہین مگر ماہرین اصول خوب واقف ہین کہ عنعنہ معاصر بخاری وغیرہ
کے نزدیک سماع پر دال نہین اور اس مذہب پر اگرچہ مسلم نے دیباچے مین مخالفانہ بہت کچھ
اپنا قلم جولان کیا ہو مگر بہتیرے محدثین نے امام بخاری کا ساتھ دیا ہو اور انھین کے مسلک کو
محقق قرار دیا ہو فمن شاء التحقیق فلیرجع الی مقدمة ابن الصلاح وغیرھا پس جب
باوجود تلاش خالد ابن ابی نوف کے کسی روایت مین سمعت یا حدثنی عطاء نہین بلکہ عن
کے ساتھ مروی ہو اور باوجود قلیل الحدیث ہونے کے تین حدیثین مرسل روایت کین
جن سے انکی عادت ارسال کی نکلتی ہو لہذا مجکو اس اثر کے متصل السند ہونے مین کلام ہو
فمن ادعی فعلیه البیان بہرکیف یہ اثر منقطع ہو یا خود عدم متابعت کی وجہ سے ضعیف ہو
اور اگر ہم اسکو صحیح بھی تسلیم کرلین تو بھی کچھ بگڑتا نہین کیونکہ یہ اثر عطا سے مروی ہو دیکھنا
چاہیے کہ عطا کس زمانے کے آدمی ہین جامع الاصول مین انکی نسبت لکھا ہو

[illegible]

مات سنة خمس عشرة ومائة وقيل سنة اربع عشرة وله ثمان وثمانون سنة سمع ابن
عباس وابا هريرة وابا سعيد وجابرا وابن عمر وعايشة اور الکمال مین لکھا ہو مات
سنة خمس وعشرة ومائة وله ثمان وثمانون سنة سمع ابن عباس وابا هريرة
وسعيدا وخلقا سواهم من الصحابة روى عنه جماعة اور تہذیب الاسماء مین
لکھا ہو عطاء معدود فی کبار التابعین ولد فی آخر خلافة عثمان اور اسی مین یہ بھی ہو
توفی بمکة قال الجمهور سنة خمس عشرة ومائة وقيل اربع عشرة وقيل سبع عشرة پس ان
عبارتون سے صاف ثابت ہو کہ عطاء نے شیخین کا تو زمانہ نہین پایا بلکہ بعد شہادت خلیفہ ثالث
۳۳ھ یا ۳۴ھ مین پیدا ہوے اور ختنین کے زمانہ خلافت مین لڑکے تھے۔ ۴۰ھ مین
حضرت علی کی شہادت ہوئی جس وقت وہ کچھ کم و بیش بارہ تیرہ برس کے تھے عطا مکے مین رہتے
تھے اور علی مدینے مین مگر ابتداے خلافت سے انکو بروم معرکہ و میدان کا سامنا رہا عطا کو لقاء علی
حاصل نہوئی پس اثر مذکور مین جو عطا سے دو سو صحابہ کا آمین بالجہر کہنا مروی ہو ظاہر ہو کہ خلفاے
اربعہ کا زمانہ نہ تھا کیونکہ خلفاے اربعہ مین سے کسی ایک سے بھی عطا کو لقا نہین تو لا محالہ یہ ماننا پڑیگا
کہ بعد خلفاے اربعہ یہ واقعہ پیش آیا اور اوپر گزر چکا کہ عبد اللہ بن زبیر اور انکے مقتدیان کا آمین
بالجہر کہنا بھی عطا ہی سے مروی ہو پس غالبا یہ وہی واقعہ ہو جو اوپر گزرا کچھ عجب نہین کہ مقتدیان
ابن زبیر مین تخمینا دو سو صحابی بھی ہون اور لوگون نے اپنے امام ابن زبیر کو آمین بالجہر کہتے
دیکھکر اتباعا للامام بلند سے آمین کہی ہو چونکہ اس اثر کو قسطلانی نے شرح بخاری مین بحوالہ
بیہقی نقل کیا ہو ہر چند سند کے ساتھ منقول نہین مگر پھر بھی آمین بالجہر والے حضرات بڑے
فخر سے کہتے ہین کہ دو سو صحابہ کا آمین بالجہر کہنا ثابت ہو مگر افسوس یہ تحقیق نہین کرتے کہ اولا
وہ اثر کس درجے کا ہو ثانیا وہ صحابہ کس پایہ کے تھے اور ان لوگون نے جو آمین بلند سے
کہی تھی تو کس زمانے مین اور کیسی حالت مین۔ حق تو یہ ہو کہ دو سو کیا دو ہزار صحابہ سے بھی اگر
آمین بالجہر ثابت ہو جاے تو بھی حضرت عمر اور حضرت علی ان دونون کے مقابلے مین حجت سے

برابر ترک جہر آمین ثابت ہو وہ وہ ہزار کچھ بھی نہین اشتباہ میرا قصد تھا کہ آمین بالجہر
کی حدیثین صحاح ستہ کے علاوہ بھی جہانتک مل سکین مع اسناد اس رسالے مین
درج کرکے انپر منصفانہ بحث کرون کہ کچھ شبہ لگا نہ رہے چنانچہ یہ چند حدیثین نہایت
کوشش سے بہم پہنچین۔ انکے علاوہ کوئی نئی حدیث کہین نظر سے نگزری۔ جن
کتابون سے یہ حدیثین منقول ہوئی ہین اُن کے سوا بھی بہت سی کتابین اللہ کی عنایت
سے نظر سے گزرین جیسے سنن دارمی صحیح ابن جارود معرفۃ السنن والآثار بیہقی
معجم صغیر طبرانی محلّی ابن حزم مصابیح بغوی شرح السنۃ بغوی کتاب العلل
دارقطنی مجمع الزوائد ہیثمی جامع الاصول جزری تحفۃ الاشراف مزی کتب تخاریج
مثل تلخیص الحبیر وغیرہ بلکہ اس خیال سے کہ اکثر مفسرین سورہ فاتحہ کی تفسیر مین آمین کی
بحث بھی لکھتے ہین تفاسیر کی طرف بھی رجوع کرنے کا اتفاق ہوا حتی کہ تفسیر ابن جریر
تک کے مطالعہ کا اتفاق ہوا مگر کسی مین کوئی نئی حدیث نہ ملی۔ خلاصہ یہ کہ مین نے
احادیث آمین بالجہر کے جمع کرنے مین ذرا اغماض نہین کیا جہانتک مجکو حدیثین
مع سند ملین اس رسالے مین درج کین میرا خیال ہو کہ غالبًا کوئی کتاب نہ ملے گی
جسمین اسقدر آمین بالجہر کی حدیثین مع اسناد درج ہون۔ اب انصافانہ ملاحظہ
ہو کہ ہر چند اسقدر حدیثین جمع کی گئی ہین مگر اُن سے آمین بالجہر والے حضرات
کا مدعا ثابت ہوتا ہی یا نہین اور بعد تطبیق احادیث نتیجہ کیا ظاہر ہوتا ہی

قول فیصل

بعد تحقیقات کے کما حقہ ثابت ہو کہ خلفائے اربعہ کا آمین بالجہر کہنا کسی حدیث
ضعیف سے بھی ثابت نہین بلکہ انکی خلافت کے زمانے مین بھی کسی کا زور رہے

[illegible]

آمین کہنا نہین نکلتا۔ رہا زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آمین ہی کہنا آمین
بالجہر کہنا کہین مروی نہین۔ رہے خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
تو احادیث صحیحہ سے صرف اسقدر نکلتا ہو کہ آپ آمین اسطرح آواز کھینچ کے
کہتے تھے کہ صف اول کے وہ لوگ جو آنحضرت صلعم کے قریب ہوتے سن لیا
کرتے تھے۔ کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت نہین کہ دوسری صف کے نمازیون نے
یا صف اول ہی کے اُن مقتدیون نے جو آپ کے قریب نہ تھے آپ کی آمین
کی آواز کبھی سنی ہو۔ ہان ام الحصینؓ کی روایت سے جسکی سند ضعیف ہو
تکبیر وغیرہ کی طرح آپ کا آمین زور سے کہنا صف نساء تک وہ آواز پہنچ گئی
تھی نکلتا ہو اگر اُس روایت کو ہم صحیح بھی تسلیم کرین تو غایت ما فی الباب بعض
اوقات آپ کا آمین بالجہر کہنا ثابت ہوگا جو تعلیم پر محمول ہوگا۔ تعلیماً بہت سی
چیزین زور سے پڑھی گئی ہین۔ دیکھیے بعض وقات آپ کا نماز سریہ مین بعض
بعض آیات اسطرح پڑھنا کہ لوگ سن لیا کرتے تھے احادیث مین موجود ہو
فی الصحیحین عن ابی قتادة قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الظہر فی الاولیین
بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الآیة
احیاناً آپ کا جہر بسم اللہ اگرچہ احادیث ضعیفہ سے ثابت ہو مگر کثرت طرق کی
وجہ سے درجۂ حسن کو پہنچ گئی ہین اور بعض صحابہ کا بسم اللہ جہر سے پڑھنا تو اثر صحیح
سے ثابت ہو۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کا ثنا بالجہر پڑھنا صحیح مسلم مین موجود ہو
جسکی تفصیل امام محمد کی کتاب الآثار مین اسطرح ہو اخبرنا ابوحنیفة عن
حماد عن ابراھیم ان ناسا من اھل البصرة اتوا عمر بن الخطاب
لم یاتوہ الا لیسالوہ عن افتتاح الصلوٰة وھم خلفه ثم جھر فقال سبحانک
اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک یعنی ابراھیم

نخعی سے مروی ہو کہ کچھ لوگ حضرت عمر بن خطاب کے پاس فتتاح صلوۃ کے
باب مین دریافت کرنے کو آئے حضرت عمرؓ نے امامت کی اور وہ لوگ پیچھے کھڑے
ہوئے حضرت عمرؓ نے نماز شروع کر دی اور زور سے پڑھنا شروع کیا سبحانک
اللھم الخ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعوذ زور سے پڑھنا مسند امام شافعی اور کتاب المعرفۃ
مین موجود ہو۔ اور ابو مالک اشعریؓ کا ظہر کی نماز مین سورۂ فاتحہ اس طرح پڑھنا کہ آس پاس
والون نے سن لیا معجم کبیر طبرانی مین مروی ہو۔ غرضکہ یہ سب چیزین ہر چند زور سے
پڑھی گئی ہین مگر حقیقت مین یہ زور سے پڑھنا تعلیمًا تھا مگر کیا کیجئے اختلاف جہاں
نے اختلافات پیدا کر دیے شیعون نے تو تسبیحات تک مین جہر کو دخل دیا امام شافعی
بسم اللہ وغیرہ کے جہر کے قائل ہوئے حضرات غیر مقلدین کے دو فرقے ہین ایک
فرقے کے لوگ جو بہت ہی کم ہین بسم اللہ اور آمین دونون کو زور سے پڑھتے ہین
دوسرے فرقے والے بسم اللہ کو تو جہر کے ساتھ نہین پڑھتے مگر آمین کے جہر پر اون کو
سخت اصرار ہو بھوپال مین جا کر دونون فریق کو دیکھ لیجیے۔ اب مین کہتا ہون کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو نماز مین کبھی زور سے آمین نہین کہی یا کہی۔
اگر کبھی نہین زور سے کہی تو مدعا ثابت ہوا اور اگر زور سے کہی ہو تو اسکی دو
صورتین ہین احیانًا کہی یا اکثر۔ شق ثانی باطل ہو کیونکہ آپ نے اگر آمین بالجہر
کی مواظبت کی ہوتی تو لوگ مختلف نہوتے صحابہؓ ترک جہر نکرتے ایسی باتین جو دن بھر مین
چند بار صد جماعت مین باعلان برابر کیجاتی ہین وہ تو نہایت ہی مشہور
ہو جاتی ہین بس لوگون کا اختلاف اور صحابہؓ کا ترک جہر صاف دال ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر آمین جہر سے نہین پڑھی ہو تو اب لامحالہ یہی کہو گے کہ
آپ نے احیانًا زور سے آمین کہی ہو لہذا ممکن ہو کہ بعض صحابہؓ پر جہر مخفی رہا۔ اور
جو چیز کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احیانًا ادا فرمائی ہو وہ بھی مستحب ہے

علہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

تو میں کہتا ہوں کہ احیاناً پڑھنے کی دو صورتیں ہیں یا تو سہواً آپ کی زبان مبارک
سے بالجہر یہ کلمہ نکل گیا یا قصداً آپ نے زور سے پڑھا۔ سہو کی حالت میں استحباب
جہر ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بالقصد پڑھا تو جہر میں کیا فائدہ تھا اگر ثواب
زیادہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ثواب پر حریص تھے افضل چیزوں
کو حتی الوسع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے پس ایسی مستحب چیز جسکے کرنے میں کچھ وقت
نہ تھی آپ ضرور مواظبت کرتے تو معلوم ہوا کہ جہر کو کچھ فضیلت نہ تھی بلکہ مواظبت
اخفاء سے آمین بالسر ہی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے پس اُس جہر کی نسبت جسکا آپ نے
احیاناً کیا بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ تعلیماً تھا یعنی اسلیے زور سے آپ نے آمین
کہی تھی کہ حاضرین جماعت واقف ہو جائیں کہ سورہ فاتحہ کے بعد آمین بھی مشروع
ہے پس جو امر کہ تعلیماً بعض اوقات بالجہر پڑھا جائے وہ جہر کے ساتھ مستحب نہیں ہو سکتا۔
بلکہ ذرا سا غور و تامل کرنے سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے برابر آہستہ پڑھا ہو اور احیاناً کسی وجہ سے زور سے ادا کیا ہو وہ اسی
قابل ہے کہ آہستہ پڑھی جائے اگر غور کیجیے تو آمین بالسر کو کئی وجہوں سے ترجیح ہے
اولاً اخفاء آمین قرآن سے نکلتا ہے اور بصورت جہر آیت کی تخصیص غیر مرضیہ
و تاویلات رکیکہ کرنی پڑتی ہے **ثانیاً** جہر کو تعلیم پر محمول کر کے آمین آہستہ کہنے میں
کل آیات و احادیث و آثار کی تطبیق بوجہ احسن ہو جاتی ہے **ثالثاً** اس میں تو کوئی
شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر آمین آہستہ کہی ہے اور ایک
موٹی سی بات ہے کہ آپ نماز جسطرح اکثر ادا فرمائیں اسیطرح پڑھنا اولیٰ ہوگا
رابعاً بفحوائے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ہم لوگوں کو
دیکھنا چاہیے کہ آپ کے خلفاء نے آمین کو کسطرح پڑھا ہے حضرت ابوبکر اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہما کا فعل تو کچھ منقول نہیں جسکی وجہ غالباً یہی ترک جہر ہے

مگر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ترک جہر اثر صحیح سے ثابت ہی جسکا
بیان اوپر گزر چکا - اور ایک ضعیف اثر سے بھی انکی آمین بالجہر ثابت نہین پس ترک
جہر مین اتباع خلفا بھی رہتا ہی **خامسًا** بعض آثار سے گو غریب و معلق سہی ترک
جہر کے باب مین بعض صحابہ کا فتوی بھی پایا جاتا ہی کما مر بخلاف جہر کے کہ ایک
اثر ضعیف سے بھی ثابت نہین کہ کسی صحابی نے آمین بالجہر پڑھنے کا حکم دیا ہو
سادسًا کسی امام قائل آمین بالسر کا اخفا سے جہر کی طرف رجوع کرنا ثابت
نہین اور امام شافعیؒ کا بعد ایک زمانے کے مقتدیون کی آمین بالجہر سے آمین بالاخفاء
کی طرف رجوع کرنا ثابت ہی **سابعًا** اخفائے آمین مین ایک خاص حکمت ہی
جسکو فقہ فی الدین سے تعلق ہو اور وہی شخص اُسکی کنہ کو پہونچ سکتا ہی جسکو نسبت
نعمانی حاصل ہو وہ یہ کہ نماز مین قرآن کے سوا کسی چیز کا آواز بلند پڑھنا
بجز اشد ضرورت کے نہ تو امام کے لیے مشروع ہی نہ مقتدیون کے لیے -
مقتدیون کو بکلی سکوت چاہیے جو چیزین انکے لیے پڑھنا مستحب ہین وہ
آہستہ ہی پڑھین زور سے نہ پڑھین اسی لیے تکبیرات تک اب انکے لیے
بالاخفا مشروع ہین - رہا امام تو اُسکو بھی کسی چیز کا بجز اشد ضرورت جہر سے
پڑھنا درست نہین - دیکھو نماز جہریہ مین بھی امام کے لیے ثنا تعوذ بسم اللہ
تسبیح تحیات درود یہ سب چیزین بالاخفا ہی مشروع ہین - البتہ بعض چیزین
جنکے جہر کی اشد ضرورت ہی وہ امام کے لیے بالجہر مستحب ہین وہ کیا کہ تکبیر و
تسمیع جنکا جہر اس حکمت دقیقہ پر مبنی ہی کہ مقتدیون کو معلوم ہو جائے کہ امام
اب ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کرتا ہی مثلاً جب امام
زور سے تکبیر تحریمہ کہتا ہی تو مقتدی سمجھ جاتے ہین کہ اب امام داخل نماز ہو چکا
وقس علے ہذا اگر امام آہستہ کہتا تو بعض اوقات مقتدیون کو اشتغالات

امام کی خبر نک نہوتی۔ اور اس حکمت وتیقہ کی معاونین اور بھی تائید
کرتی ہین ایک تو یہ کہ امام کو تکبیرات میں بھی انکو طور سے کہنا
مستحب ہو دوسرے اگر یہ حکمت نہوتی تو اتباعاً للامام مقتدیون
کے لیے بھی تکبیرات بالجہر مشروع ہوتین **غرضکہ** خوب غور
کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ مقتدیون کو تو جہر سے بالکل
سکوت چاہیے اور امام کے لیے قرات قرآن کے سوا اور
چیزین جو بالجہر مشروع ہین انکا جہر اسی حکمت پر مبنی ہی
کہ لوگون کو انتقالات امام سے خبر ہو جائے اور ایسا نہو کہ
امام تو ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف انتقال کر جائے اور
مقتدی اپنی حالت پر قائم رہ جائین اور آمین کی جہر مین
تو ظاہر ہی کہ یہ حکمت پائی نہین جاتی پس جو حکم اسکے نظائر
یعنی ثنا تعوذ بسم اللہ تسبیح التحیات درود کا ہوگا وہی
اسکے لیے بھی ہونا چاہیے ھذا ما الہمنی ربی والحمد للہ علی ذالک

خاتمہ

اب مین اس رسالے کو ختم کرتا ہون اور امید کرتا ہون
کہ انشاء اللہ تعالی یہ محققانہ رسالہ اخفاے آمین کے ثبوت
کا ڈنکا بجا دیگا۔ سوتے ہوے لوگون کو جگا دیگا۔ اکثر
لوگون کے اگلے خیالات پلٹ دیگا۔ جو لوگ متعصب ہین ان سے
تو کیا امید ہو سکتی ہی۔ ہان جو حضرات انصاف پسند ہین وہ غالباً قدر کی نگاہ سے
دیکھینگے اور انشاء اللہ ضرور سمجھ جائینگے کہ جسطرح درایۃً اخفا کو ترجیح ہی روایۃً بھی اسیکو ترجیح ہی

اللهم افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين واحشرنا يوم القيامة فى زمرة المجتهدين والمحدثين والمجددين والصالحين برحمتك يا ارحم الراحمين آمين يا رب العالمين

قطعہ تاریخ صدر نشین ایوان سخن شناسی جناب مولانا محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی دام فیضہم

حسن تصنیف اسکو کہتے ہین کہ کس تحقیق سے ‌ ‌ لکھی مولانا ظہیر احسن نے کیا احسن کتاب

ہین وہ یکتا ناظم اور ناثر ادیب و منطقی ‌ ‌ اور محدث اور مفسر اور فقیہ مستطاب

مسئلہ رفع آمین خوب ثابت کر دیا ‌ ‌ جہر کے جو مدعی تھے ہوگئے سب لاجواب

اسکی ہر الجھن کو سلجھا کر کیا آراستہ ‌ ‌ اسکے ہر مجمل کا تفصیل کیا کشف الحجاب

حق الاحقاق فی التامین بالحق الحقیق ‌ ‌ انہ حق یقین لیس فیہ لا ارتیاب

روشن ابطال احقاق حق ابطال باطل سے ہوا ‌ ‌ اوج پر انصاف کے تابان ہین ماہ و آفتاب

جابجا لکھین ہین خوب جن پر ہین کھلے اسرار حق ‌ ‌ جہر آمین مین جو ہین سر دعاے مستجاب

جہر آمین مین کہان ثابت ہوا ترجیح ضعیف ‌ ‌ اسکے اخفا مین ہے مخفی حکمت فصل الخطاب

جرح اور تعدیل کے ساتھ اسکی ہر بحث صحت ‌ ‌ واسطے نسخانیون کے ہے کلید فتح باب

اسکے ہر جملے سے جملہ مسائل حل ہوگئے ‌ ‌ اسکا ہر اک باب ہی ہے باب و صدق و صواب

چھپنے کی تاریخ آسی نے کہی للکار کر
چھپ گئے آمین کے سر و خفا مین جملہ باب
سنہ ۱۳۱۱ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ این رسالہ ہدایت مقالہ شمع علم و یقین موسوم بہ حبل المتین مؤلفہ علامہ زمن محقق کامل الفن جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن صاحب شوق محدث نیموی دام فیضہ باہتمام خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس مہتمم پیام یار ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء حلیہ طبع پوشید